إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

شان وشوکت

جب سیدنا عمرؓ بیت المقدس سے واپسی پر دمشق تشریف لائے تو حضرت معاویہؓ نے بڑی شان وشوکت سے آپ کا استقبال کیا امیر المؤمنین نے یہ شان وشوکت اور ظاہری ٹھاٹھ باٹھ ناپسند کرتے ہوئے پوچھا معاویہؓ تم نے سادہ روی کیوں چھوڑ دی ہے؟ آپ نے جواب میں یہ عذر پیش کیا کہ ہم ایک ایسی جگہ میں ہیں جہاں دشمن کے جاسوس ہر وقت کثیر تعداد میں رہتے ہیں لہٰذا ان کو مرعوب کرنے کے لئے ظاہری شان و شوکت دکھانا ضروری ہے اس میں اسلام اور اہل اسلام کی بھی عزت ہے۔

سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین دیکھئے کس احسن طریق سے انہوں نے اپنے آپ کو الزام سے بچا لیا ہے۔ امیر المؤمنینؓ نے جواب دیا" اسی لئے تو ہم نے ان کے کندھوں پر یہ بارِ گراں ڈالا ہے"۔

(البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۱۲۴ جلد ۸)

زیرِ نگرانی: قائد جمعیۃ مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود

کارکنانِ جمعیۃ کی ذمہ داری

قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے جمعیت علماء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ اور ضلعی امراء اور نظماء کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کی سیاست علاقائی سیاست میں بٹ چکی ہے لوگ حکمران پارٹی سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور ملک میں صرف جمعیت علماء اسلام ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے اثرات ملک کے چاروں صوبوں میں یکساں موجود ہیں۔ اس لئے جمعیت ہی ملک کی سالمیت کا تحفظ کر سکتی ہے اور کارکنوں کو اپنی اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔

ایڈیٹر: زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ
۵۰ پیسے

حضرت الامیر کا خطاب عالی

رپورٹ
محمد جمیل خاں

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے دفتر کا افتتاح ناظم آباد میں بروز اتوار ۲۰ جنوری دس بجے صبح درخواستی صاحب کے دست مبارک سے ہوا۔ حضرت نے پرچم لہرا کر دفتر کا افتتاح فرمایا بعد میں افتتاحی تقریب سے خطاب فرمایا :۔

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃً باذن اللہ۔

محترم دوستو۔ یہ فتنوں کا دور ہے اس دور میں ایمان کا بچانا بہت مشکل ہے جس پر اللہ تعالی کی مہربانی ہوگی اس کا ایمان بچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بڑے بڑے لوگ بھک گئے۔ اللہ تعالی ہمیں بچائے اور خاتمہ ایمان پر کرے الحمد للہ پاکستان میں جمعیت علماء اسلام ایک دینی جماعت ہے جس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشش کرنا ہے مجھے جب امیر بنایا گیا اور مفتی صاحب کو جماعت کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تو میں نے اللہ تعالی سے استخارہ کیا کہ افتراق کا دور ہے۔ شکاری کے شکار کرنے کا دور ہے۔ مجھے صحیح راستہ خواب میں بتایا گیا کہ پریشان مت ہو یہ صراط مستقیم والوں کی جماعت ہے۔ اس کے ساتھ لگے رہو۔ عید کے بعد سے بیمار تھا۔ کراچی ہوا بدلنے آیا خیال تھا کہ حرم شریف جاؤں گا۔ وہاں خدا تعالی سے عزم و استقلال کی دعائیں مانگوں گا۔ پھر کام آسان ہو جائیگا۔ آج معلوم ہوا کہ کراچی جمعیت والے دفتر کا افتتاح کر رہے ہیں۔ سوچا کہ جاکر جگہ بھی دیکھ لوں گا۔ اور دعا بھی کر دوں گا۔ لوگ پریشان ہیں کہ کمرے چھوٹے ہیں پیسے اور فنڈ نہیں ہے۔ کمرے چھوٹے ہونے سے پریشان نہ ہو۔ جہاں دین کی بات ہوتی ہے۔ کمرے بڑے ہو جاتے ہیں۔

اخلاص کام کے لئے شرط ہے۔ اخلاص سے کام کروگے اللہ تعالی امداد کرے گا۔ مہنگائی نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے۔ امیر اور غریب ہر پریشان ہے۔ ہر چیز کے دام آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔

پہلے اصلی چیزیں نہیں ملتی تھیں اب نقلی چیزیں بھی غائب ہو گئی ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے علاقہ میں سیلاب آیا کہیں سیلاب آیا اور کہیں لایا گیا تو انگور ۱/۲ ۱ روپے سیر اور پیاز پانچ روپے سیر۔ پچھلے دنوں لاہور گیا۔ ڈالڈا گھی تو ملتا ہی نہیں تھا۔ مٹی کے تیل کے لئے لڑکے صبح جاتے تھے اور شام تک ایک بوتل بھی نہیں ملتی تھی۔ ہر چیز مہنگی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالی مہنگائی کے اس عذاب کو ختم کرے۔

ع گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے !

دنیاوی چیزیں بھی جاتی رہی ہیں۔ دین مصطفےٰ بھی جاتا رہا سو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بزدل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی بزدل ہیں۔ ہمیں اللہ تعالی بزدلی سے بچائے۔

تم سب اگر دین مصطفےٰ کے لئے کام کرنا چاہتے ہو تو شیدائی بن کر کام کرو۔ اخلاص سے کام کرنے والے ہاتھ اٹھالو (تمام لوگوں نے ہاتھ اٹھائے)

کٹا کر گردنیں بتا گئے یہ کربلا والے کہ بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

بندے کے آگے جھکنے والے ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے نہ بندے اور باطل کے آگے جھکنے والے ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں ہمیں بھرتی کی ضرورت نہیں ہمیں دو مخلص کافی ہیں اگر ابراہیم خلیل اللہ پر کافروں کی آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔ تو ختم نبوت کے شیدائیوں پر ظالم کی آگ بھی ٹھنڈی ہو سکتی ہے امتحان کا زمانہ ہے ہر ایک کا امتحان ہو رہا ہے۔ ہمارا بھی امتحان ہے۔ جیسا کہ امتحان میں بعض ساتھی کامیاب ہوتے ہیں بعض ناکام ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی بعض ساتھی ناکام ہو گئے اور ہوا کے رخ کے مطابق چلے گئے۔ اور ہم سے جدا ہو گئے پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں جس خدا نے مجھے سیلاب کے دوران ۲۰ دن مسجد خانپور میں بچا لیا وہ خدا ہمیں ساتھیوں کی جدائی کے بعد بچائے گا۔ ان ساتھیوں نے دنیا والوں سے کچھ لیا۔ ہم کسی سے کچھ نہیں لیتے ہم اپنے خدا سے لیں گے۔ جو ہمیں لینا ہو گا۔ ہمارا نیشنل عوامی پارٹی سے اتحاد ہوا تھا صرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہوا تھا۔ وہ اب بھی قائم ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ جمعیت کا کوئی فرد باغی اور غدار نہیں ہے اور نہ ہی پختونستان کا حامی ہے۔ اور نہ ہی ہماری پالیسی پاکستان کی بقا کے خلاف ہے۔ اگر پاکستان کا کوئی دشمن پاکستان پر حملہ کرے گا تو جمعیت کا ہر فرد سرحد پر اسکی حفاظت کے لئے صف اول میں اپنا سینہ پیش کرے گا۔ ہم پاکستان کے دشمن نہیں انہوں نے فرمایا کہ مرزائی سخت سازشیں کر رہے ہیں انہوں نے کلمہ شریف اور درود شریف بدلنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نوجوانوں کی ایک جماعت انجمن فدایان ختم نبوت بناؤ اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ انہوں نے مسلم سربراہ کانفرنس کے بارے میں فرمایا۔ حکومت کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم اس کے مخالف ہیں۔ حالانکہ ہم اس کے مخالف نہیں ہیں بلکہ اس کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اس کی کامیابی کے لئے کوشاں ہیں۔ اور اس اتحاد سے خوش ہیں اللہ تعالی ہمیں متحد کرے اور اسلامی نظام رائج کرے اس کے بعد جناب مولانا حبیب اللہ صاحب نے (ساہیوال) لوگوں کے سامنے جمعیت علماء اسلام کا پروگرام پیش کیا اور ان کو جمعیۃ میں شمولیت کی دعوت دی اس کے بعد جمعیۃ کراچی غربی کے ناظم مولانا عبدالرزاق صاحب نے خطاب کیا۔ اور مفتی محمود صاحب کے کارناموں کو بیان کیا جو کہ انہوں نے اسمبلی کے اندر اور باہر انجام دیئے۔ اختتامی تقریب سے جمعیت طلباء اسلام کے محمد جمیل خاں نے بھی خطاب کیا۔ اور جمعیت طلباء اسلام کا پروگرام پیش کیا اور جمعیت علماء اسلام کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا اور اکابرین جمعیت حضرت مفتی صاحب اور درخواستی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اختتام پر حضرت نے دعا فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۷	جمعہ - ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۷۴ء قیمت ۵۰ پیسے	شمارہ ۶

مسئلہ کشمیر اور مسلم سربراہ کانفرنس

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے سکھر میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے کہ مسلم سربراہ کانفرنس میں عالم اسلام کے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ کشمیر پر بھی غور کیا جائے۔ ادھر معروف کشمیری راہنما میر واعظ مولانا محمد فاروق نے بھی کانفرنس کے ایجنڈے میں مسئلہ کشمیر کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

مسئلہ کشمیر قیام پاکستان کے بعد سے اب تک پاکستان اور ہندوستان کے درمیان مسلسل کشیدگی کا باعث چلا آ رہا ہے اور دو سے زائد بڑی جنگوں کا محرک بن چکا ہے۔ اور اس سے نہ صرف برصغیر اور ایشیا بلکہ پوری دنیا کے امن کو خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے مسلم سربراہ کانفرنس کے موقع پر اس مسئلہ کو اہمیت نہ دینا حقائق سے آنکھیں موند لینے کے مترادف ہوگا۔

کشمیر کا مسئلہ در اصل ایک سازش کے تحت جنم دیا گیا ہے برٹش سامراج نے برصغیر کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں کو ایک دوسرے سے لڑائے رکھنے اور اس خطہ کے عوام میں نفرت اور عداوت کی آگ گرم رکھنے کی غرض سے اس مسئلہ کو جنم دیا تھا۔ تقسیم کے مسلمہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے گورداسپور کے ہندو اقلیت کے علاقہ کو ہندوستان میں شامل رکھ کر ہندوستان کو کشمیر کے لئے راستہ دینے کی غرض اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ کشمیر کی وادی کو بھارت کے تسلط میں دے دیا جائے تاکہ نوزائیدہ پاکستان اپنی فلاح و ترقی کی طرف توجہ دینے کی بجائے تمام تر توت اس مسئلہ پر خرچ کرتا رہے اور دنیائے اسلام کا سب سے بڑا ملک ہونے کی حیثیت سے عالم اسلام کے اتحاد اور ملت اسلامیہ کی سربلندی کے لئے اپنا کردار ادا نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں قادیانی سازشوں اور سرحدات کے تعین میں ظفر اللہ خاں کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ تقسیم ہند کے بعد یہ مسئلہ دو ملکوں کے درمیان مستقل نزاع و فساد کی بنیاد بن گیا، جس کی وجہ سے پاکستان جیسا غیر ترقی یافتہ ملک اپنے محدود وسائل کا معتدبہ حصہ دفاع کے لئے مختص کرنے پر مجبور ہے

آج صورت حال یہ ہے کہ کشمیر دو حصوں میں بٹا ہوا ہے دونوں حصوں کے عوام کا آپس میں رابطہ معطل ہے۔ لاکھوں کشمیری عوام بھارتی ظلم و ستم سے تنگ آ کر گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں اور گھروں سے دور مسافرت کے عالم میں زندگی گذار رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر پر بھارت کا شکنجہ روز بروز سخت ہوتا جا رہا ہے اور اقوام متحدہ میں کشمیری عوام کے لئے خود ارادیت کا حق تسلیم کر لینے کے بعد بھی بھارت ان مظلوم مسلمانوں کو یہ حق دینے پر آمادہ نہیں، بے شمار کشمیری نوجوان جیلوں میں محبوس ہیں۔ ربع صدی سے کشمیر کو انتخابی نعرے کے طور پر استعمال کرنے والے پاکستانی لیڈروں کی منافقت اور بد عملی نے کشمیری عوام کو حوصلہ دلانے کی بجائے ان کی مایوسیوں میں اضافہ کیا ہے۔ اور اب انہیں موجودہ صورت حال پر قناعت کا سبق دینے کے ساتھ ساتھ در پردہ اس کے انتظامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ آج کشمیر کی نئی پود ایک طرف کشمیری عوام کی قربانیوں اور دوسری طرف بھارت کے ظلم و تشدد، اقوام متحدہ کے جمود اور پاکستانی حکمرانوں کی دو رخی کو دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا ہمیں اپنی منزل کے تعین اور راستہ کی جد و جہد میں ان سہاروں سے بے نیاز تو نہ ہونا پڑے گا؟

ہم عالم اسلام کے راہنماؤں سے درخواست کریں گے کہ کشمیر کے ۴۰ لاکھ مسلمان بھائیوں کو بے یقینی کی اس کیفیت سے نجات دلائیں اور ان کو حق خود ارادیت سے بہرہ ور کرنے کے لئے اپنا پورا اثر و رسوخ استعمال کریں تاکہ کشمیر کے مسلمان بھی عالم اسلام کے اتحاد کی مقدس جد و جہد میں اپنا رول ادا کر سکیں۔ اور پاکستان پہلے سے زیادہ توانائی اور استحکام کے ساتھ عالم اسلام کے تعمیری مشن میں شریک ہو سکے۔

(۱۵ فروری ۷۴ء)

تمام ضلعی شاخوں کو ہدایت

ملک کی تیزی سے بدلتی ہوئی سیاسی صورت حال کے پیش نظر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کی فکری و عملی تربیت کے لئے ملک بھر میں مختلف مقامات پر علاقائی کنونشن منعقد کئے جا رہے ہیں، پنجاب جمعیۃ نے کنونشنوں کی تواریخ اور پروگرام کا اعلان کر دیا ہے اور دوسرے صوبوں کے لئے پروگرام کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں تمام اضلاع کے امراء و نظماء عمومی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ان کنونشنوں کی بھرپور کامیابی اور جماعتی ارکان کو زیادہ سے زیادہ ان پروگراموں پر شامل کرنے کے لئے اپنے اپنے ضلع کا تفصیلی دورہ کریں تاکہ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن نئے حوصلوں اور ولولوں کے ساتھ اپنی دینی و سیاسی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

(مولانا مفتی) محمود عفا اللہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

محمد سعید الرحمن علوی کے قلم سے

سرگودھا سے اسلام آباد

قائد محترم جہاں پہنچے عوام نے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے

۲۴ر جنوری رات ۹ بجے احقر کو برادرم خورشید صاحب کا پیغام ملا کہ حضرت قائد محترم مفکر ملت مفتی محمود صاحب کل ۲۵ر جنوری کا جمعہ جھنگ پڑھا کر سرگودھا تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ احقر ۲۵ر جنوری رات ۹ بجے کے قریب سرگودھا پہنچا تو حضرت قائد محترم، استاذی مولانا صالح محمد امیر جمعیۃ شہر سرگودھا کے مکان پر پروانوں کے ہجوم میں تشریف فرما تھے معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر پہلے ہی آپ تشریف لائے ہیں۔ اہل مجلس میں علماء، وکلا، تجار، طلباء اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب موجود تھے۔

جماعتی دوست حضرت مفتی صاحب سے مختلف قسم کے سوالات پوچھتے رہے اور آپ پورے صبر و تحمل سے جواب دیتے رہے۔ سوالات علمی، سیاسی اور تاریخی نوعیت کے تھے۔

اس مجلس میں احقر نے دو باتیں خاص طور پر محسوس کیں۔

(۱) احباب حضرت مفتی صاحب سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں اور انہیں ان لوگوں کی پالیسیوں سے شدید اختلاف ہے، جو غلط طریق سے جمعیۃ کا نام تو استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا طرز عمل جمعیۃ اور اکابرین جمعیۃ کی تاریخ سے یکسر مختلف ہے۔

(۲) عام حضرات ملک کے مستقبل کے سلسلہ میں گوناگوں پریشانیوں کا شکار ہیں اور اس کا سبب حکمران طبقہ کی پالیسیاں ہیں۔ تاہم اس بات کی خوشی ہے کہ ساتھی ملک کے استحکام و سالمیت کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔

اس مرحلہ پر گذشتہ دسمبر میں پاک فضائیہ کے طیاروں کی ربوہ میں جبیبہ سلامی پر بھی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور مرزائیوں کے معاملہ میں ارباب حل و عقد کی سرد مہری کو شدت سے محسوس کیا جاتا رہا۔

یہ محفل علم و عرفان نصف شب تک جاری رہی اور احباب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

اگلے دن دوپہر چونکہ حضرت مفتی صاحب نے ملہووالی ضلع کیمل پور جا کر جلسہ عام سے خطاب کرنا تھا، اس لئے علی الصبح چلنے کا پروگرام بنایا۔ شیخ طریقت مولانا عبدالعزیز رائے پوری سے ملاقات کی۔ غرض صبح ۶ بجے آپ ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں شیخ کے خلف الرشید مولانا سعید احمد نے آپ کا استقبال کیا۔ مکان پر ہی نماز صبح ادا کی گئی۔ حضرت مفتی صاحب امام تھے۔ سبحان اللہ کیف و سرور کا عجیب عالم تھا۔ قدرت نے مفتی صاحب کی آواز میں کیا جادو بھر دیا ہے۔

نماز کے بعد شیخ کا وسیع و پر تکلف دسترخوان بچھ گیا مہمانوں کی خدمت میں سب سے پہلے حرمین شریفین زادھما اللہ کرماً مجدا کے تبرکات (آب زمزم اور کھجور) پیش کئے گئے۔

سوا سات بجے دعا پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی اور قائد محترم گاڑی کی طرف بڑھے۔ شیخ طریقت نے گاڑی تک آکر آپ کو محبت بھرے انداز سے رخصت کیا۔

یہ وقت بھی عجیب تھا جب شیخ طریقت حالات سے مایوسی کی اندھیریوں میں مفتی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی جد و جہد کو شمع فروزاں قرار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کم از کم دعاؤں کے ذریعہ تو ہم بھی شریک ہیں۔

سفر میں ادارہ ترجمان کے مولوی عبدالرشید خوشاب تک ہمراہ تھے اور برادرم مولوی عزیز الرحمٰن خورشید اور احقر اسلام آباد تک ساتھ گئے۔

دس بجے کے بعد گاڑی جامع عیدگاہ تلہ گنگ کے سامنے رکی تو مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن شوریٰ مولانا فضل احمد کی قیادت میں احباب نے روایات اسلاف کے اس عظیم علمبردار کو خوش آمدید کہا۔ مختصر وقت میں چائے سے تواضع کی اور پھر گاڑی پنڈی گھیب کی طرف چل پڑی۔

پنڈی گھیب چوک پر مولانا عبدالرزاق صاحب آف جنڈ ناظم جمعیۃ ضلع کیمبلپور کی قیادت میں احباب نے قائد محترم کو خوش آمدید کہا۔ قائد محترم نے پنڈی گھیب کی مرکزی مسجد جامع مصاحباں میں ایک گھنٹہ کے قریب خطاب فرمایا۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان اور مسلم لیگ کے کارکن اور عام شہری موجود تھے۔ شہر بھر کے خطباء، وکلاء اور طلباء قافلہ حریت کے اس عظیم سپہ سالار کے خیالات سننے کے لئے تشریف لائے تھے۔

قائد محترم نے "عوامی حکومت" کے مظالم اور چیرہ دستیوں کا تفصیلی خاکہ پیش کیا۔ آپ نے متحدہ محاذ کی جد و جہد کے بعض اوراق سے بھی آگاہ کیا اور فرمایا کہ میں آپ حضرات کو ایک پیغام دینے آیا ہوں۔ وہ یہ کہ آج خاموشی گناہ ہے۔ ملک خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ معاشرتی برائیاں جڑ پکڑ چکی ہیں ظلم و جبر کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ نہ کیا اور آگے بڑھ کر ظالم قوتوں کو نہ روکا تو کئی اور ایسے سانحے آئیں گے۔

آپ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہم ملک میں سقوط ڈھاکہ کی تاریخ دہرانے کی بالکل اجازت نہیں دینگے۔

پنڈی گھیب کے احباب نے چائے سے تواضع کی اور معذرت کی کہ مختصر وقت کے پیش نظر ہم کچھ نہیں کر سکے حالانکہ میرے نزدیک بہت کچھ کیا گیا تھا۔ بہر حال وہاں کے شہریوں نے آپ کو بادیدہ نم رخصت کیا اور آپ کی موٹر سوئے ملہووالی رواں دواں ہو گئی۔ ملہووالی پنڈی گھیب سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر شہید حریت و اسلامیت مولانا گلستیر کی بستی ہے وہاں ایک مدرسہ مدت سے دینی علوم کی خدمت میں مصروف ہے جس کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا نور محمد جیسے مخلص، فہیم اور زیرک بزرگ ہیں۔ جمعیۃ سے ان کی وابستگی مثالی ہے آج کل وہ ضلعی جمعیۃ کے نائب امیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ "یار لوگوں" نے ان پر بڑے ڈورے ڈالے لیکن انہوں نے ہر موقع پر ٹکا سا جواب دے دیا۔

گاڑی ملہووالی جاتے ہوئے جہاں سے گذری دیہاتی عوام اور سکول کے بچوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر سلام محبت پیش کیا۔ جس کے جواب میں آپ نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سلام کہا۔

ملہووالی قصبہ سے باہر عوام بڑی دیر سے چشم براہ تھے۔ دیہاتی ماحول میں اس قسم کا جلوس اور استقبال اپنی مثال آپ ہے۔ چھوٹے اور بڑے سبھی ہاتھوں میں مختلف قسم کے بینر اور جمعیۃ کے جھنڈے لئے گاڑی کو دیکھ کر اچھل پڑے اور نعروں سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔ قائد محترم کی گاڑی آگے آگے تھی۔ عوام ساتھ تھے اور پورے قصبہ کا چکر کاٹ کر گاڑی منزل پر جا کر رکی۔ پورا راستہ جھنڈیوں اور مختلف قسم کے دروازوں سے آراستہ تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرون اولیٰ کے سادہ لیکن مخلص مسلمان ایک عظیم مدرس، مفتی، صاحب بصیرت عالم اور باعزم سیاسی راہنما کو اعتماد کا ووٹ دینے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں مدرسہ کی عظیم مسجد میں نماز ظہر ادا کی، تلاوت ہوئی اور اس کے بعد میانوالی کے مشہور عالم مولانا محمد رمضان صاحب نے مختصر تعارفی تقریر کی۔ ان کے بعد راولپنڈی کے مولانا عبدالستار نے اکابرین جمعیۃ پر اعتماد کی قرارداد پیش کی۔ عوام نے ہاتھ اٹھا کر اور مفتی محمود زندہ باد کے نعروں کی گونج میں قرارداد کو منظور کیا۔

اس کے بعد قائد محترم نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر تقریر شروع کی۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ نے خطاب فرمایا جو بڑے سکون سے سنا گیا۔

آپ نے شہید ملت مولانا گلستیر رحمہ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور فرمایا کہ ان کی نیز حضرت مولانا نور محمد صاحب کی وجہ سے اس بستی سے تعلق و مناسبت تو مدت سے ہے لیکن حاضری کا اتفاق پہلا ہے۔

آپ نے ۲۳ر مارچ ۷۳ء سے لیکر اب تک کے "عوامی مظالم" کو جب عوام کے سامنے پیش کیا تو عوام کی حالت دیدنی تھی۔ آپ نے پاکستان کے پس منظر اور پھر اب تک اس مقصد سے کیا جانے والے انحراف اور دھاندلی کا خوبصورت الفاظ میں نقشہ کھینچا۔ آپ نے غریب عوام کی غربت میں اضافہ پر زبردست احتجاج کیا اور ماشیائے ضروریہ کی گرانی و نایابی کو حکومت کی ناکامی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کی مہنگائی تاریخ پاکستان میں نظر نہیں آئے گی۔

آپ نے ملک کے ان سیاسی لیڈروں پر سخت نکتہ چینی کی جو ذاتی مفادات کی خاطر عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ نے اس علاقہ کے

(باقی ص ۱۲ پر)

وفاقی دار الحکومت سے

چوہدری محمد نذیر احمد - راولپنڈی

اسلامی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی سازش

ناصرؒ اور عربوں کے خلاف پروپیگنڈا بند کرائیے

بڑی طاقتوں کی ملی بھگت کی وجہ سے "اسرائیل" کا خنجر عربوں کے سینے میں گھونپا جا چکا تھا۔ کرنل جمال عبد الناصر اپنے ملک کو استعماری طاقتوں کے ہاتھوں تباہی سے بچانے کے لئے "آزاد آفیسرز کور" تشکیل دے چکے تھے۔ ۲۳ر جولائی ۱۹۵۲ء کی صبح دنیا بھر کے ریڈیو سٹیشن اعلان کر رہے تھے کہ مصر میں (استعماری طاقتوں کے ایجنٹ) شاہ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ کر انقلابیوں نے انتظام و انصرام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے اور جنرل محمد نجیب آزاد حکومت کے "سربراہ" ہیں۔ لیکن درحقیقت انقلاب کے اصل بانی پس پردہ کرنل جمال عبد الناصر نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے رکھی تھی۔ ایک معمولی پوسٹ ماسٹر کے فرزند کی طرف سے یورپ و امریکہ پر یہ پہلی بالواسطہ ضرب تھی۔

یکم مارچ ۱۹۵۶ء کی صبح اردن کے شاہ حسین کے ایک حکم کے تحت برطانوی جنرل جان گلپ (گلب پاشا) کو اردنی افواج کے چیف آف سٹاف کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ایڈن معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ اقدام مصر کے "نو آموز آمر" صدر ناصر کا ہی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اس "جسارت" پر ناصر کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت کے برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر انتھونی نٹنگ کی تصنیف شدہ کتاب NO END OF A LESSON کے مطابق ایڈن نے کہا کہ "ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ یہ دنیا اتنی وسیع نہیں ہے کہ اس میں ایڈن اور ناصر دونوں بیک وقت سما سکیں۔ مصر کے اس آمر کو تباہ کرنا پڑے گا، ورنہ وہ مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کی ساکھ بالکل ختم کر کے رکھ دے گا"۔

(ماخوذ از روزنامہ امروز۔ ۱۴ر مئی ۱۹۶۷ء)

ایڈن نے ناصر کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس سلسلے میں فرانس سے رابطہ قائم کیا۔ فرانس راضی ہو گیا۔ امریکہ سے کہا۔ امریکہ نے بھی تجویز پسند کی۔ فرانس نے اسرائیل کو ایک سو سپر شرمن ٹینک، دو سو بکتر بند گاڑیوں اور بیس ٹینک بردار گاڑیوں کا لالچ دیا۔ اسرائیل نے بھی میدان میں کودنے کا یقین دلایا۔ اور یہ سب موقع کا انتظار کرنے لگے۔ گلب پاشا کی برطرفی انگریزوں پر دوسری ضرب تھی جس سے بوکھلا کر سامراجی طاقتوں کے سرغنوں فرانس کے مولیے، برطانیہ کے ایڈن، امریکہ کے آئزن ہاور اور اسرائیل کے ڈیوڈ بن گوریان سے متحد ہو کر ناصر کے انتقام کی ٹھانی۔

۱۹ر جولائی ۱۹۵۶ء کو امریکہ نے اسوان بند کے لئے مصر کو دی جانے والی امداد دینے سے انکار کر دیا۔ برطانیہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ بڑی طاقتوں نے اقتصادی طور پر مصر کو دیوالیہ بنانا چاہا۔

۲۶ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ناصر نے سکندریہ کے "میدان التحریر" میں گذشتہ ۷۰ برسوں سے برطانیہ کے غاصبانہ قبضے میں رہنے والی نہر سویز کو قومی ملکیت میں لینے کا اعلان کرتے ہوئے کہا "مصری حکومت نہر سویز کے پورے نظم و نسق کی نگرانی کرے گی۔ یہ نہر مصریوں نے کھودی تھی۔ اس کی کھدائی کے دوران ایک لاکھ بیس ہزار مصری جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اب ہم اپنے قوت بازو پر بھروسہ کریں گے"۔

(روزنامہ جنگ ۲۶ر جولائی ۱۹۷۰ء)

یہ یورپ پر تیسری ضرب تھی۔ برطانیہ کے وزیر اعظم ایڈن نے کہا "ناصر لٹیرا ہے۔ یہ جتنا کھاتا ہے، اس کی بھوک بڑھتی جاتی ہے"۔

اسرائیل نے کہا "کہیں اسرائیل کا یہ فاشسٹ ڈکٹیٹر ہمارے ملک پر حملہ نہ کر دے۔ یہ شخص ہزار مرتبہ کھل کر کہہ چکا ہے کہ وہ اسرائیل کا وجود ختم کرنا چاہتا ہے"۔ اور بقول مسٹر انتھونی نٹنگ "نہر سویز کے قومی ملکیت میں لئے جانے کے بعد وزیر خزانہ نے حکم دیا کہ مصر کا تمام سٹرلنگ بیلنس ضبط کر لیا جائے۔ فرانس نے ۲۹ر جولائی کو اس اقدام کی پیروی کی، اور امریکہ نے ۳۱ر جولائی کو یہی اقدام کیا۔ ۳۰ر جولائی کو وزیر اعظم ایڈن نے مصر کو جنگی سامان کی برآمد پر پابندی عائد کر دی۔ اس کے چار دن بعد برطانوی فوج کے بیس ہزار "محفوظ فوجیوں" کو طلب کر لیا گیا، اور بری، بحری اور ہوائی فوج کو بحیرہ روم میں مزید کمک پہنچائی گئی۔ ایڈن نے آئزن ہاور کو ایک تار کے ذریعہ ناصر کو "ہوش" میں لانے اور نہر سویز کو دوبارہ بین الاقوامی ملکیت" میں دینے کے لئے "آخری فوجی اقدام" کے لئے کہا"۔

۲۸ر اکتوبر کو اسرائیل نے حملے کی ابتدا کی۔ فوراً ہی دو ہزار سے زائد برطانوی اور فرانسیسی جہازوں نے قاہرہ اور سویز پر بمباری شروع کر دی۔ استعماری طاقتوں نے متحد ہو کر سامراج دشمن ناصر کے ملک کو اپنے جدید ترین ہتھیاروں اور لاکھوں ٹن بموں سے کھنڈر بنا دینا چاہا۔ لیکن فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ ناصر اور مصر سرخرو ہو کر نکلے۔ تین بڑی طاقتوں میں سے دو (یعنی برطانیہ اور فرانس) کو "بلاواسطہ" اور ایک (یعنی امریکہ) کو "بالواسطہ" ذلیل و خوار ہو کر سویز سے بھاگنا پڑا۔

وہ دن اور آج کا دن ناصر سامراج کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا۔ یورپ اور امریکہ ہر طرف سے "ناکام و نامراد" ہو کر ایک نیا "ہتھیار" لے کر ناصر اور مصری قوم کے خلاف میدان میں آ گئے۔ یعنی ڈاکٹر گوئبلز جس نے جھوٹوں کے امام کی حیثیت سے دنیا بھر میں اپنے لئے ایک "مقام" پیدا کیا اور اپنی "اولاد" کے لئے سیاہ کو سفید ثابت کرنے کے لئے ایسے نادر نسخے "ورثے" میں چھوڑ گیا۔ جو آج تک ان کے کام آ رہے ہیں۔ اب امریکہ اور یورپ ناصر کے خلاف من گھڑت اور بے سر و پا پروپیگنڈا کرنے لگے۔ وہاں کے ریڈیو، ٹی وی اور پریس "مصریوں کی فرضی عیاشی"، مصر میں "کیمونزم" کے فروغ ناصر کے کیمونسٹ، دہریہ اور بے دین ہونے کے ایسے ایسے افسانے تراشنے لگے کہ گوئبلز بھی قبر میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس سلسلے میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی سامراج کی ایجنٹ جماعتوں سے بہت کام لیا گیا۔ پاکستان میں بھی ایک جماعت جس کی سرپرستی امریکہ کر رہا تھا، اس نے بھی اپنے روزناموں ہفتہ وار پرچوں اور ماہناموں کے ذریعے سامراج کی خدمت کرتے ہوئے ناصر کے خلاف وہ طوفان بدتمیزی بپا کیا کہ الامان والحفیظ۔

اور آج جمال عبد الناصرؒ ہم میں موجود نہیں۔ اور ان کے "جانشین" انور السادات نے ایک بار پھر یورپ و امریکہ پر کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ صدر ناصر نے جس اتحاد عالم عرب کے لئے ۱۸ سال تک ..... دن کا آرام اور راتوں کی نیندیں اپنے اوپر حرام کئے رکھیں اور ایشیا اور افریقہ کی آزادی کے لئے ساری عمر سامراج سے ٹکراتے رہے۔ جب سادات تمام عربوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسرائیل کے ناقابل تسخیر ہونے کا طلسم توڑ دیا۔ عربوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ یورپ و امریکہ کو تیل کی سپلائی بند کر دی جائے تو استعماری طاقتوں نے عربوں ... ... پھر پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ حال ہی میں لاہور سے شائع ہونے والے ماہنامہ "اردو ڈائجسٹ" کے جنوری کے شمارے میں "ایک ہیرو ایک جواری" کے عنوان سے متعصب یہودی اور انگریز مصنفین کی کتابوں اور مضامین سے ترتیب دے کر ایک مضمون ڈائجسٹ کے مدیر معاون جناب اسد اللہ غالب نے عالم اسلام کے بطل جلیل اور سامراج کے زبردست دشمن مرحوم جمال عبد الناصر کے خلاف شائع کیا ہے۔ ان حالات میں جبکہ پاکستان میں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اور پاکستان بھی اپنے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس مضمون کا شائع ہونا اور بھی شکوک و شبہات کو جنم دے سکتا ہے۔ حالانکہ وہ تمام الزامات جو ناصر مرحوم کے خلاف لگائے گئے ہیں اس کا ان سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور جس الف لیلوی رات کا ذکر ایک یہودی کی کتاب سے اخذ کر کے نقل کیا گیا ہے۔ وہ بھی ایک جھوٹے پروپیگنڈے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

حالانکہ!

سوڈان، تیونس، مراکش، لیبیا، کویت، عدن اور جنوبی عرب وغیرہ کی آزادی ناصری کی مرہون منت ہے ناصر بہت بڑا حریت پسند، خودداری اور غیرت اسلامی کا علمبردار تھا۔ ۱۸۳۰ء سے فرانس نے جس الجزائر پر قبضہ کر رکھا تھا جب دس لاکھ یورپی آبادکار، ایک کروڑ بربروں پر پانچ لاکھ پارا ٹروپرز، بیس ہزار فارن لیجن کے سپاہیوں، اور امریکہ کی

طرف سے روسی فوج کو مغربی جرمنی پر حملے سے باز رکھنے کے لئے میثاقِ شمالی اوقیانوس کے اڈوں پر جمع کئے ہوئے ہولناک اسلحہ کے بل بوتے پر حکمرانی کر رہے تھے تو اس وقت مصر کے صدر جمال عبدالناصرؒ نے ہی الجزائر کے حریت پسندوں کی امداد کی تھی اور جب بربروں کے محبوب ہیرو محمد بن باللہ کو فرانسیسی فوج نے گرفتار کر کے پیرس کے قریب ایک محفوظ تاریخی قلعے میں قید کر دیا تو اس وقت وہ جمال ناصر کی "مدد" سے ہی قید خانے کے دروازے توڑ کر قاہرہ پہنچا تھا۔ الجزائر کے قوم پرستوں کا روس اور چین کے سفارت خانوں سے اسلحہ کی خاطر رابطہ قائم کرانے والا بھی جمال عبدالناصر ہی تھا اور قاہرہ میں بقول علی محمد شاہین صاحب (روزنامہ جنگ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء) افریقہ اور مشرقی اور جنوبی عرب کی تحریک آزادی کے بے شمار لیڈر بھی قاہرہ میں قیام پذیر تھے۔ ان میں سے اکثر و بیشتر ایسے تھے کہ انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر ان کے ملکوں اور استعمار کے حواریوں کی طرف سے انعام کے طور پر بھاری رقوم دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور الجزائر کی جلاوطن حکومت کی سرپرستی کرنے والا بھی تو جمال عبدالناصرؒ ہی تھا۔ اور جب ۱۹۶۱ء میں بلجیم نے سامراج کی شہ پر صوبہ کٹنگا کو خالی کرنے سے انکار کیا اور کانگو میں ہنگامے شروع کرائے تو مصر میں بلجیم کی تمام املاک کی ضبطی کے احکامات جاری کرنے والا بھی جمال ناصرؒ ہی تھا۔

ناصر کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ "اس نے شخصی اقتدار قائم کر رکھا تھا۔ عوام کی فلاح و بہبود پر سرمایہ خرچ کرنے کے بجائے سیاست بازی پر خرچ کیا جا رہا تھا"۔ حالانکہ (اسرائیل نے) ۱۹۶۷ء میں سات سو جہازوں کی مدد سے حملہ کیا۔ امریکی جہاز "لبرٹی" نے مصریوں کی جاسوسی کی۔ اور امریکی بحری بیڑے نے الیکٹرانک لہروں کی مدد سے مصری راڈار جام کر دیئے اور وہیلس اور الاوم کے ہوائی اڈوں سے سینکڑوں امریکی طیاروں نے مصر کی عقبی دفاعی لائنوں پر بمباری کی تو جمال عبدالناصرؒ نے تمام نقصانات کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہوئے صدارت سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو "ہر سزا" بھگتنے کے لئے مصری قوم کی "عدالت" میں پیش کر دیا۔ تو وادیٔ نیل کے فرزندوں کو اپنا نقصان بھول گیا۔ اپنی شکست بھول گئی۔ اور ہزاروں مصری نوجوان بلیک آؤٹ کے باوجود قاہرہ کے گلی کوچوں میں نعرے لگاتے ہوئے ناصر کے بنگلے پر جمع ہو گئے، اور استعفیٰ واپس لینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ مشرق وسطیٰ میں ہلچل مچ گئی۔ سارا عالم عرب استعفیٰ واپس لینے کے لئے مظاہرے کر رہا تھا۔ الجزائر میں جنگ بندی کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس کو جب ناصر کے استعفیٰ کا پتہ چلتا ہے تو وہی جلوس ناصر کے حق میں بدل جاتا ہے۔ غرض اتنی بڑی شکست کھانے کے بعد بھی ناصر کی عرب عوام میں اس قدر مقبولیت سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اسے ناصر کے دشمن خود ہی سمجھ لیں۔

ناصر نے نہ صرف یورپی و امریکی سامراج کو ہی للکارا بلکہ اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بہت کچھ کیا۔ اسوان بند کی تعمیر کر کے لاکھوں مصریوں کو روزگار فراہم کیا۔ مصر کی پارلیمنٹ کی آدھی نشستیں پندرہ ایکڑ سے کم ملکیت کے لوگوں کے لئے مخصوص کیں۔ اس طرح سیاست پر جاگیرداروں کا دیرینہ تسلط ختم کر دیا گیا۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۷ء تک صدر ناصر نے ملک کی ترقی کے لئے بہت کچھ کیا۔ انہوں نے ایک طرف روس کی اعانت سے اسوان بند تعمیر کرایا، جس سے ملک کی ہزاروں ایکڑ بنجر زمین آباد ہوئی۔ دوسری طرف ہائیڈرو الیکٹرک سٹیشن قائم کیا۔ نیز ملک کو صنعتی میدان میں ترقی دینے کے لئے کئی کارخانے قائم کئے مصر میں زرعی اصلاحات سختی سے نافذ کی گئیں۔ زرعی اراضی زیادہ سے زیادہ کاشتکاروں میں تقسیم کی جانے لگی۔ مصر کو جتنے سوتی پارچہ جات کی ضرورت تھی وہ تقریباً پورے کے پورے مصر میں تیار ہونے لگے (روزنامہ جنگ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

ملک میں اصلاحات کے ساتھ ساتھ جمال عبدالناصر کے دور میں مصری حکومت ہی تنہا وہ مسلم حکومت تھی، جو پوری منصوبہ بندی کے ساتھ عیسائیت کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔ اور گو اس کی توجہ کا مرکز خاص طور پر افریقہ ہے۔ مگر اور ممالک میں بھی مصری سفارتخانوں کے ساتھ ایک ایک مبلغ لگا دیا گیا ہے۔ تاکہ اپنی اپنی جگہ حدودِ متعینہ میں دینی اعانت اور فروغ کا کام انجام دے (ماہنامہ بینات کراچی جولائی ۱۹۶۴ء) اسی طرح "امسال رمضان المبارک میں دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک اور ایسے ملکوں میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے، قاریوں کے وفود بھیجے گئے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ان دنوں تقریباً پانچ سو نامور قاری دنیا بھر کے ملکوں کے دورے کر کے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ دورہ کرنے والے ہر قاری کو عرب جمہوریہ کی حکومت نے دو ہزار پونڈ اسٹرلنگ دیئے ہیں...... مصر میں تقریباً دس لاکھ قاری ہیں، جنہیں وزارتِ اوقاف سے تنخواہ ملتی ہے.... متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر خود حافظ قرآن اور قاری ہیں نیز حفاظ اور قاریوں کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں۔

(روزنامہ انجام کراچی ۲۲ دسمبر ۱۹۶۶ء)

مزید برآں صدر ناصر مرحوم نے قاہرہ میں ایک مخصوص ریڈیو اسٹیشن قائم کیا جس سے روزانہ ۱۴ گھنٹے قرآن کریم (المصحف المرتل) نشر کیا جاتا ہے۔ (ماہنامہ منبر الاسلام کراچی، ستمبر و اکتوبر ۱۹۶۷ء)

اسی طرح انہوں نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، عیاشی سے ہمیشہ دور رہے۔ رمضان میں کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ نماز کے پابند تھے۔ خلوت میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے ۱۹۶۸ء میں روس میں علاج کے لئے گئے تو اپنے ساتھ قرآن پاک اور سیرۃ النبیؐ کے متعلق تین کتابیں لیکر گئے تھے۔ ان کا کوئی بنک بیلنس نہیں تھا۔ اور نہ ہی اپنے پیچھے کوئی جائداد چھوڑی۔

اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے جنازہ میں ساٹھ لاکھ سوگواروں نے شرکت کی تھی۔ قاہرہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جو اناؤنسر جمال عبدالناصر کے جنازے کا حال بیان کر رہے تھے زار و قطار آنسو بہا رہے تھے۔ یہی نہیں۔ جنازے میں شریک غیر ملکوں کے سرکردہ راہنما بھی اشکبار تھے۔ ان میں یاسر عرفات شاہ حسین۔ شہنشاہ ہیل سلاسی اور الیکسی کوسیگن شامل تھے سارے عرب سربراہ جن میں شاہ حسین اور لیبیا کے صدر کرنل قذافی شامل تھے، آنسو بہا رہے تھے...... ایک شخص فرطِ غم کے باعث چھ منزلہ عمارت سے نیچے کود پڑا اور گرتے ہی جان دے دی۔ کئی لوگ جو دریائے نیل کے پل پر کھڑے تھے وہ بھی اپنے راہنما کی میت کو دیکھ کر جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور دریا میں کود پڑے۔ انہیں پولیس والوں نے نکالا (روزنامہ امروز ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء) اسی دن قاہرہ کے در و دیوار لاالٰہ الا اللہ اور جنت کے مسافر تجھے اللہ کے سپرد کیا کی صدا سے گونج رہے تھے۔

انور السادات نے حلف صدارت اٹھاتے ہوئے اعلان کیا کہ "اب ہم سب کو مل جل کر کام کرنا ہے۔ کیونکہ صدر ناصر کی موجودگی میں وہ سب کچھ اکیلے ہی کر گذرتے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان جیسی صلاحیت نہیں رکھتا"۔

الغرض "بیسویں صدی کے اس تاریک دور میں یہ ایک مسلمان صدر تھا۔ جس کی للکار سے سامراجیوں کے عشرت کدوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا تھا۔ ہم فخر کرتے تھے کہ مسلمان ملکوں میں ابھی ایک شخص موجود ہے۔ جو سامراجیوں کو یوں للکار سکتا ہے۔ اور جس کے ہر اقدام سے یورپ و امریکہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ جاتی تھی"۔ (ماہنامہ منبر الاسلام، اکتوبر ۱۹۷۰ء)

خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں اس غازی پر جس نے ۱۸ سال تک سامراجیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کا پرچم بلند رکھا۔

مسئلہ کشمیر کو ختم کرنے کی سازش

اوکاڑہ۔ جمعیۃ طلباء اسلام آزاد جموں و کشمیر کے مرکزی لیڈر حافظ محمد نذیر فاروقی نے اوکاڑہ جامعہ مدنیہ میں زیر صدارت جناب مولانا امیر حسین شاہ صاحب گیلانی جمعیۃ طلباء اسلام آزاد جموں کشمیر کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت مسئلہ کشمیر کو ختم کرنے کے لئے آزاد کشمیر میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں نے مداخلت شروع کی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے پچیس سال میں پاکستان کی کسی سیاسی پارٹی نے یہ جرأت نہیں کی۔

انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی کئی سالوں سے اس کوشش میں لگی ہوئی ہے اور اب پاکستان پیپلز پارٹی کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا آزاد کشمیر میں قیام وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے شملہ کانفرنس سے واپسی کے بعد وجود میں آیا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو آزاد کشمیر میں شملہ معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ وزیر اعظم بھٹو یہ چاہتے ہیں کہ آزاد کشمیر میں چند ایسے اشخاص پیدا کئے جائیں۔ جن کی تائید حاصل کر کے آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ بنایا جائے۔ حافظ محمد نذیر فاروقی نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کو ختم نہیں ہونے دیا جائے گا۔

اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی گئی۔

یہ اجلاس آزاد کشمیر میں غلہ کی قلت اور دیگر اشیائے ضرورت کی ناقابل برداشت گرانی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غلے کی قلت کو فی الفور دور کیا جائے۔

مولانا حبیب اللہ صاحب مہتمم جامعہ رشیدیہ حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد واپس تشریف لا چکے ہیں۔

اشفاق احمد ہاشمی مظفر آباد

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد

اور حکومت آزاد کشمیر

مرزائی پرنسپل کو محکمہ تعلیم کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا؟

گزشتہ برس آزاد کشمیر اسمبلی نے موسم بہار کے اجلاس میں آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔ جس میں حکومت آزاد کشمیر سے سفارش کی گئی ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ "ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں، ان کی باقاعدہ رجسٹریشن کی جائے اور انہیں اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی کا تعین کرایا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ریاست قادیانیت کی تبلیغ ممنوع ہو گی"۔

اس قرارداد کے محرک آزاد کشمیر کی حکمران مسلم کانفرنس کے میجر ایوب تھے۔ یقیناً انہوں نے یہ قرارداد قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کے خاتمہ اور اپنا مذہبی فریضہ پورا کرنے کی غرض سے پیش کی تھی۔ مگر اس قرارداد و سفارش کو منظور ہوئے نو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ابھی تک اسے قانونی شکل نہیں دی گئی جبکہ دوسری جانب اس نو ماہ کے عرصہ میں ریاست جموں و کشمیر میں جس وسیع پیمانہ قادیانیت کی تبلیغ ہوئی اور لٹریچر شائع ہوا۔ ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور آج بھی سادہ لوح کشمیری مسلمانوں کے خالی اذہان میں خدشات پیدا کرنے کے لئے مرزائی امت کے مبلغ پورے زور و قوت سے مصروف عمل ہیں۔ مذکورہ قرارداد کے متن اور اس کی اہمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ اس قرارداد کو یعنی ناموس رسالت کو اپنے اقتدار کے ثبات کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ قرارداد جن حالات میں اسمبلی میں پیش ہوئی تھی اور اسے منظور کیا گیا۔ ان سے آگاہ حضرات اور کشمیری سیاست کے پیچ و خم سے واقف طلقے اس وقت بھی کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے۔

کیونکہ سردار قیوم کی غلط پالیسیوں، تقرریوں اور تبادلوں میں ترجیحی بنیادوں کو ملحوظ رکھنے، اوقاف اور دیگر فنڈز میں خورد برد کرنے، اسلامی اقدار سے بے اعتنائی برتنے، تحریک آزادیٔ کشمیر کو نعروں کی نذر کرنے اور دیگر بے شمار اقدامات کی بدولت ان کی حکومت عوام کی تائید سے محروم ہو گئی تھی۔ علماء نے سردار قیوم سے تعاون اس لئے ترک کر دیا تھا کہ انہوں نے بھی اسلام کے نام کو ماضی کے حکمرانوں کی طرح کرسی اقتدار تک پہنچنے کے لئے بطور زینہ کے استعمال کیا تھا اور کرسیٔ اقتدار پر متمکن ہونے کے بعد اسلام کو گلدستہ طاق نسیان بنا دیا۔ اسلامی قوانین کے نفاذ، شراب پر پابندی، سود کی بندش، رشوت ستانی کے خاتمے، بنیادی حقوق کی بحالی، نظام تعلیم کو اسلامی نظریات سے ہم آہنگ کرنے اور مدارس عربیہ کے اجراء اور ان کی حوصلہ افزائی مساجد کی تعمیر و تنظیم کی جو توقعات ان سے وابستہ کی گئیں تھیں وہ نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ چنانچہ مولانا محمد یوسف صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر اور دوسرے ارکان پر مشتمل اسلامی کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کر دیا گیا۔ کالجوں کے طلباء اور سرکاری ملازمین کے لئے شلوار قمیص کو سرکاری لباس قرار دینے کے بعد پورے پاکستان میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ آزاد کشمیر میں اسلامی قانون نافذ کر دیا گیا۔

مانا کہ بدیسی تہذیب کے خاتمے اور قومی تشخص کو اجاگر کرنے کی طرف یہ ایک مبارک قدم ہے۔ مگر اسے اسلامی قانون کا نفاذ نہیں کہا جاتا۔

نوجوان نسل سردار قیوم اور ان کی حکومت سے اس لئے بیزار نظر آ رہی تھی کہ انہوں نے آزادی کشمیر کے لئے جو بلند بانگ دعوے کئے تھے۔ ان کے دو سالہ دور حکومت نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ ایک ڈھونگ اور فریب تھا۔ قومی محاذ آزادی کے راہنماؤں کے ساتھ ان کے وحشیانہ سلوک گنگا ہائی جیکرز کیس میں یحییٰ خاں کی ہمنوائی میں ان کا کردار کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ المجاہد کا وجود ایک معمہ بن چکا تھا المجاہد فنڈز کو یار لوگوں کی دعوتوں اور انتخابات کی نذر کر دیا گیا تھا۔ مزدور، کسان نان شبینہ کے محتاج ہو کر سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ الغرض سردار صاحب کی حکومت زندگی کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی حمایت و تائید سے محروم ہو گئی تھی۔ سردار صاحب نے موقع کو غنیمت جانا اور آزاد کشمیر اسمبلی کے معزز رکن جناب میجر ایوب کی اس قرارداد کو اپنے سفینۂ اقتدار کو گرداب سے نکالنے اور مسلمانوں کی مذہبی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا اور مقصد میں کامیابی کے بعد بڑی عیاری سے اس معاملہ کو سرد خانہ میں ڈال دیا۔ قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور مذہبی عقائد سے شاید ہی کوئی محب وطن مسلمان آگاہ نہ ہو۔ ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے میں سامراج کی اس معنوی اولاد نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے آج تک اس مسئلہ پر غور نہیں کیا۔ اور مرزائیوں کو غلط طور پر نوازنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جس سے بسا اوقات ایک مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ حکومت سے ان کی پشت پناہی کوئی بڑی طاقت کر رہی ہے۔ مسئلہ قادیانیت کا تعلق چونکہ ختم نبوت سے ہے اس لئے مسلمانوں کے تمام گروہ اور فرقے اس پر متفق ہیں اور مسلمان اس مسئلے کے بارے میں بڑے جذباتی ہیں۔ سردار قیوم جانتے تھے کہ وہ اس طرح تمام مسلمانوں کی (خواہ وہ کشمیری ہوں یا پاکستانی) ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پاکستانی عوام اور کشمیری مسلمانوں نے تمام تر اختلافات کو فراموش کر کے سردار قیوم کو تعاون کا یقین دلایا۔ اس موقع پر پاکستان کی اپوزیشن جماعتوں کی مساعی سے اس مسئلہ کو ختم کیا گیا ورنہ خدشہ تھا کہ یہ مسئلہ خانہ جنگی کی شکل اختیار کر جائے۔ اور اس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قربان ہو جاتے کیونکہ قادیانیوں کو حکومت کی حمایت حاصل تھی، اسباب و وسائل میں انہیں برتری حاصل تھی۔

ویسے بھی سیاسی نقطہ نظر سے اس قسم کے جزئی اور ادھورے واقعات ہمہ گیر اور بھرپور انقلاب کی راہ میں روڑے ثابت ہوتے ہیں اور اس طرح منزل سے دوری کا باعث ہوتے ہیں۔ سردار قیوم خود بھی جانتے تھے کہ یہ قرارداد محض عوام کی توجہ حقیقی مسائل سے ہٹانے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ورنہ تو ان کی پارٹی کے سربراہ سردار ابراہیم صاحب کے قادیانیوں سے نہایت قریبی روابط ہیں اور بقول سردار صاحب وہ ہر ماہ ربوہ میں حاضری دیتے ہیں۔ خود سردار قیوم صاحب کی کابینہ میں مظفر آباد کے مشہور قادیانی وکیل شیخ عبدالحی کے بیٹے شیخ بشارت آٹھ ماہ تک شامل رہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرارداد کی منظوری کے بعد نو ماہ گزر جانے کے باوجود اسے قانونی شکل نہیں دی گئی عوام کے مطالبے پر یہ کہا جاتا تھا کہ اسمبلی کے سرمائی اجلاس میں اس قرارداد کو قانونی بل کی صورت میں منظور کر لیا جائیگا مگر اسمبلی کا سرمائی اجلاس بھی اپنی کارگزاری کے بعد برخاست ہو گیا ہے۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق قرارداد بدستور سرد خانہ میں پڑی ہے۔ مگر یہ اطلاعات نہایت پریشان کن اور افسوسناک ہیں کہ حال ہی میں ایک مرزائی پاسپورٹ آفیسر کو سیکرٹری سروسز اور ایک مرزائی پرنسپل کو محکمہ تعلیم کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا اور کئی مرزائیوں کو محکمہ تعلیم میں ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے تعینات کیا جا رہا ہے۔

ادھر گذشتہ دنوں سردار قیوم نے چنیوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر بڑے طمطراق سے یہ اعلان کیا تھا کہ آزاد کشمیر میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور مرزائیت ایک سیاسی فتنہ ہے، ملک کی علیحدگی میں ان کا ہاتھ ہے وغیرہ وغیرہ۔ سردار صاحب نے بالکل بجا فرمایا۔ اس سے کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مگر سردار صاحب کو اس سلسلے میں باتیں بنانے کی بجائے کچھ کر کے دکھانا چاہیئے۔ ورنہ عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ سردار قیوم پھر اہل پاکستان کو فریب دے رہے ہیں

مناظرہ میں قادیانیوں کی شکست

روئداد مناظرہ منعقدہ بمقام زندھاوانز ساوہ چک ضلع گجرات

۲۷ جنوری ۱۹۷۴ء بروز اتوار بوقت پونے گیارہ بجے چودھری مظفر حسین صاحب ماسٹر سکول ساول کے مکان پر مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے صوفی عنایت اللہ صاحب مبلغ جماعت قادیانی ساکن شیخ پور تھے اور ان کے معاون ماسٹر محمد اکبر شاہ (قادیانی مرزائی) شیخ پور تھے۔ ان کے علاوہ قادیانی جماعت کے اور لوگ بھی تھے بخصوصاً ملک احمد علی کھوکھر اور ملک صاحب موصوف کا لڑکا مبارک احمد بھی موجود تھا

مسلمانوں کی طرف سے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد ضیاء الدین صاحب آزاد مبلغ گوجرانوالہ و چودھری محمد خلیل صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گجرات اور گجرات و گرد و نواح کے مسلمان شامل جلسہ تھے۔ خصوصاً حاجی عبدالعزیز صاحب گجرات اور سید محمد اصغر شاہ صاحب سجادہ نشین ساوہ چک موجود تھے۔

جانبین کی طرف سے پرامن ماحول میں گفتگو شروع ہوئی۔ موضوع مناظرہ یہ تھا:۔

مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی جنہوں نے دعوے کیا ہے وہ نبی ہیں یا نہیں؟

چودھری محمد خلیل صاحب نے بات کو طوالت سے روکنے کے لئے فرمایا کہ مختصر بات یہ ہے کہ جناب صوفی عنایت اللہ صاحب فرمائیں کہ جو شخص قرآن پاک کی عبارت تبدیل کرے وہ اسلام کے قانون میں کون ہے؟ اس پر قادیانی مبلغ صوفی عنایت اللہ نے نہایت جرأت مندانہ انداز میں کہا کہ وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس پر چودہری صاحب موصوف نے فرمایا کہ آپ تحریر دے سکتے ہیں تو صوفی صاحب نے فوراً ایک کاغذ پر یہ عبارت لکھی جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن مجید کی آیات، قرآن مجید کی زیر، زبر، پیش نقطہ بدلنے والا کافر اور مرتد ہے۔

دستخط۔ صوفی عنایت اللہ)

اس کے بعد مجلس میں لوگوں کو پوری طرح توجہ دلا کر چوہدری محمد خلیل صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات نے قرآن مجید کی وہ آیات پیش کیں۔ جو مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے حقیقۃ الوحی میں الفاظ بدل کر لکھی ہیں۔

پہلی آیت حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴ (سوال ۱) یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام) آیت لکھی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں آیت اس طرح ہے۔ پ ۲ رکوع ۹ پر ھل ینظرون ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام) جب چوہدری صاحب نے حقیقۃ الوحی سے ثبوت پیش کیا کہ دیکھو مرزا صاحب نے قرآن کی آیت میں تحریف کی ہے یا نہیں تو قادیانی مناظر نے کہا کہ مرزا صاحب نے قرآن سمجھ کر نہیں لکھی بلکہ یہ ان کا الہام ہے۔ کیونکہ پارہ اور رکوع کا حوالہ نہیں ہے۔ پھر چودھری صاحب نے بحوالہ پارہ رکوع دوسری آیت حقیقۃ الوحی سے پیش کی حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ قول ۱۵۔ قولہ تعالیٰ:۔ الم یعلموا انہ من یحاد د اللہ ورسولہ یدخلہ نارا خالداً فیھا ذالک الخزی العظیم۔

(الجزو ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۱۲)

چودھری صاحب نے فرمایا کہ دیکھو! اے مسلمانو اور مرزائیو اور حاضرین مجلس۔ یہ آیت مرزا صاحب نے تبدیل کی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ آیت اس طرح ہے:۔

پ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۱۴ آیت ۶۲- الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہٗ نار جھنم خالداً فیھا ذالک الخزی العظیم۔

چنانچہ مرزائی مبلغ نے قرآن مجید کھول کر حقیقۃ الوحی کا مقابلہ کیا اور دیگر مرزائیوں نے بھی۔

دیکھا تو اپنی زبان سے اقرار کیا کہ واقعی حقیقۃ الوحی میں آیت بدلی ہوئی ہے۔

اس کے بعد چودھری صاحب نے فرمایا کہ آپ کی تحریر کے مطابق کہ جو شخص قرآن میں تبدیلی کرے وہ کافر اور مرتد ہے لہٰذا آپ اپنے فیصلہ کی تحریر دے دیں کہ مرزا صاحب نے آیت میں تحریف اور تبدیلی کی ہے۔

مگر مرزائی مبلغ نے یہ تحریر کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حوالہ درست ہے۔ مگر ہم تحریر نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے۔ ہم غور کریں گے۔

اس کے بعد ہمارے مبلغ ختم نبوت مولانا ضیاء الدین صاحب آزاد نے حوالہ پیش کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرزا البشیر الدین محمود خلیفہ ثانی نے فرمایا کہ میرزا صاحب کبھی کبھی زنا بھی کرتے تھے اور اس کے ثبوت میں پیش کیا الفضل روزنامہ ۳۱۔ اگست ۱۹۳۸ء قادیان دارالامان۔

صفحہ ۶ پر یہ عبارت ہے۔ "اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک خط ہیں جس کے اس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے۔ اگر انہوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض تو موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے"

(باقی صفحہ پر)

پشاور کی ڈائری

از نصراللہ جان اعوان

ضمنی انتخابات کے بعد

صوبہ سرحد میں ایک قومی اور دو صوبائی نشستوں کے انتخابات نے حکومتی پارٹیوں کی پوزیشن کو عوام پر پوری طرح بے نقاب کر دیا ہے۔

چارسدہ کے حلقہ میں صوبائی اسمبلی کی نشست کے انتخاب کے سلسلہ میں نیپ کے امیدوار کے مقابلے میں پاکستان پیپلز پارٹی کا امیدوار کھڑا تھا جو کہ حیات محمد خاں شیرپاؤ کے گروپ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے شیرپاؤ نے اپنی تمام قوت صرف اسی ایک ہی حلقہ انتخاب پر صرف کی اور اپنے امیدوار کی کامیابی کے لئے بجلی اور سوئی گیس کے محکموں کے ملازمین کی ایک بڑی فوج کو جو کہ مسٹر شیرپاؤ کی طرف سے بھرتی کئے گئے تھے۔ جعلسازی کے لئے استعمال کیا۔ اس مقصد کے لئے تربیت حاصل کرنے کی غرض سے ان ملازمین نے اپنے اپنے دفتر میں سرکاری فرائض انجام دینے کی بجائے دس روز تک چارسدہ میں گذارے۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد کے تمام شہروں، قصبوں اور دیہات سے پیپلز پارٹی کے ہزاروں مرد اور زنانہ کارکن چارسدہ کے حلقہ میں جعلسازی کے لئے استعمال کئے گئے۔

اسی طرح صوابی کے حلقہ میں قومی اسمبلی کی نشست کے انتخاب میں نیپ کے امیدوار کے مقابلے میں قیوم لیگی امیدوار کے لئے وزیر داخلہ عبدالقیوم خاں نے جعلسازی کے تمام پرانے حربے استعمال کئے۔ جعلسازی کے ان ہی حربوں کے پیش نظر عبدالقیوم خاں اور مسٹر شیرپاؤ نے ان انتخابات کو ریفرنڈم قرار دیا۔ لیکن چارسدہ اور صوابی کے بہادر عوام نے جعلسازی کے بے شمار حربوں کے باوجود متحدہ جمہوری محاذ کے امیدواروں کو بھاری اکثریت سے کامیاب کیا۔

کرک کے حلقہ میں صوبائی اسمبلی کی نشست کے لئے جمعیۃ اور دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں پاکستان پیپلز پارٹی اسلم گروپ کا امیدوار کھڑا تھا۔ اس حلقہ میں گورنر اسلم خٹک نے اپنے امیدوار کی کامیابی کے لئے ایک نیا راستہ اختیار کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ یہ حلقہ انتخاب رقبہ کے لحاظ سے بہت وسیع تھا۔ اس لئے اسی فیصد ووٹروں کو پولیس کے ذریعہ پولنگ اسٹیشنوں سے کئی میل دور آسانی سے روک دیا گیا۔ اور صرف بیس فیصد ووٹر جو کہ اپنے اپنے پولنگ سٹیشنوں کے قریب تھے۔ ووٹ پول کرنے میں کامیاب ہو سکے اور چونکہ اسی فیصد ووٹروں کو اپنا حق رائے دہندگی سے محروم رکھنے کے پروگرام کے تحت ہر پولنگ اسٹیشن پر دو دو تین تین بکس رات ہی سے ووٹوں سے بھر دیئے گئے تھے اس لئے امیدواروں کے پولنگ ایجنٹوں کو قاعدہ کے مطابق افسران انتخاب نے بکس کھول کر دکھانے سے انکار کر دیا۔ اس عجیب و غریب دھاندلی کے نتیجہ میں جس سرکاری امیدوار کی ضمانت ضبط ہونے والی تھی، اس نے تو تیس ہزار ووٹ حاصل کئے اور دیگر طاقتور امیدواروں نے صرف تین تین ہزار ووٹ حاصل کئے۔ چونکہ کرک کے حلقہ کے عوام نے اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا۔ اس لئے انہوں نے اس انتخاب [illegible]

چونڈہ قادیانی جارحیت کا تازہ شکار

(حماد سواتی)

ضلع سیالکوٹ پاکستان کا سرحدی اور گورداسپور کا پڑوسی ضلع ہونے کے باعث قادیانیوں کی خصوصی سرگرمیوں کا محور ہے اور بین الاقوامی سرحد کے ساتھ ساتھ اپنے اثرات پھیلانے میں قادیانی تحریک کی دلچسپی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ حال ہی میں ایک دو واقعات ایسے رونما ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ملکی سالمیت کے تحفظ کے خواہاں عوام کی اس تشویش میں اضافہ ہوا ہے کہ آخر قادیانی گروہ کی سرگرمیوں پر کب تک ہمارے ارباب حل وعقد پردہ ڈالتے رہیں گے۔ کیونکہ حکومت کی خاموشی بلکہ بعض مقامات پر پشت پناہی کے باعث قادیانی اب یہاں تک حوصلہ مند ہو چکے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کے پرامن اجتماعات میں کھلم کھلا غنڈہ گردی میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔

کھریا کا مناظرہ

عید الاضحیٰ سے قبل کی بات ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کے امیر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری دامت برکاتہم موضع کھریا میں تشریف لے گئے اور وہاں مسلمانوں کی دعوت پر تقریر فرمائی۔ دورانِ تقریر قادیانی معتقدات کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے آپ نے مرزا قادیانی کے غیر شریفانہ کریکٹر کے بارے میں خود قادیانیوں کی تحریروں کا حوالہ دیا جس پر مرزائی سیخ پا ہو گئے اور حوالہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔ مولانا موصوف چونکہ کتابیں ساتھ لے کر نہیں گئے تھے اس لئے ۹ر جنوری کی تاریخ مقرر ہوئی اور طے ہوا کہ اگر مولانا پسروری مقررہ تاریخ کو مرزائی لٹریچر سے مرزا قادیانی کا بدکردار ہونا دکھا دیں گے تو گاؤں کے مرزائی مسلمان ہو جائیں گے۔ ورنہ مولانا موصوف اعلان کریں گے کہ میں نے غلط حوالہ دیا تھا۔

۹ر جنوری کو حضرت مولانا پسروری، مولانا محمد خان مبلغ تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ، مولانا محمد یحییٰ خطیب نارووال، مولانا محمد صدیق خطیب چونڈہ، جناب محمد رفیق باجوہ چونڈہ، اور قاری فرید احمد صاحب پسروری پر مشتمل قافلہ موضع کھریا پہنچا قادیانی مقررہ جگہ نہ آئے۔ دو تین گھنٹے انتظار کے بعد ان حضرات نے قادیانیوں کے گھروں کا رخ کیا اور ان کے اجتماع میں جا کر قادیانی کتابوں سے مرزا کی بدچلنی کے حوالے پیش کئے۔ جن کا ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اور علماء حق کا یہ قافلہ اتمام حجت کے بعد شام واپس روانہ ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کی فتح اور سادہ لوح عوام کے دلوں میں قادیانیوں کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کے ازالہ کا انتظام فرمایا۔

رفیق باجوہ کی جدوجہد

محمد رفیق باجوہ چونڈہ کے ایک غیور نوجوان ہیں۔ والد اور دادا قادیانی ہیں۔ خود بھی قادیانی تھے۔ مگر ربوہ میں قادیانی لیڈروں کے گھناؤنے کردار سے متنفر ہو کر اسلام کی آغوش میں پناہ لی اور اس وقت سے اب تک چونڈہ میں دین حق کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے علاقہ کے علماء سے رابطہ قائم کیا۔ دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی ہر مکتب فکر کے علماء نے انہیں تعاون کا یقین دلایا۔ باجوہ صاحب کے محلہ میں ایک مسجد اہل اسلام نے کافی مدت قبل تعمیر کر رکھی تھی۔ جس میں قادیانی بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ رفیق باجوہ نے اس مسجد کو آباد کیا اور خود اس میں بچوں کو قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم دینا شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ کافی رونق ہو گئی تو قادیانیوں نے تعلیم قرآن کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے مداخلت کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ ایک روز بچے مسجد میں سیپارے اور قاعدے ہاتھوں میں لئے پڑھ رہے تھے کہ ظالموں نے ان کے ہاتھوں سے پارے چھین لئے۔ ان کے نیچے سے چٹائیاں کھینچ لیں۔ بچوں کو ٹھوکریں ماری گئیں۔ قرآن پاک کے سیپارے زمین پر پھینکے گئے اور ادھر سینکڑوں میل دور ربوہ کے راجکماروں نے اطمینان کا سانس لیا کہ چونڈہ میں ان کے "مجاہدین" نے چودہ سو سالہ پرانے قرآن کی تعلیم کے خلاف محاذ فتح کر لیا ہے۔ رفیق باجوہ کے دل پر آرے چل گئے۔ مگر وہ حوصلہ مند نوجوان اپنے کٹھن مشن کے لئے سب کچھ برداشت کر گیا اور مدرسہ حسب سابق جاری وساری رہا۔

مناظرہ کا چیلنج

کھریا میں ذلت ناک شکست کے بعد قادیانیوں کا محمود نامی ایک مبلغ چونڈہ میں آیا اور تقریر کی۔ تقریر کا لب ولہجہ جارحانہ تھا اور دوران تقریر اس نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتے ہوئے چیلنج دیا کہ اگر کوئی شخص ان کو آسمانوں پر زندہ ثابت کر دے تو اسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دوں گا۔ ۲۴ر جنوری کو تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد خان دورہ پر آئے۔ تو اس چیلنج کا احباب نے ان سے ذکر کیا اور رفیق باجوہ نے دعوت دی کہ کل صبح ہماری مسجد میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ثبوت دیں اور درس دیں۔ تاکہ چیلنج کا جواب بھی ہو جائے اور مسلمان بھی مطمئن ہو جائیں۔

۲۵ر جنوری کو صبح نماز فجر کے بعد مولانا محمد خان نے اس مسجد میں درس دیا۔ رفیق باجوہ نے چونکہ کالج جانا تھا اس لئے درس شروع کرا کے وہ روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر گذری کہ قادیانیوں نے رفیق باجوہ کے والد اور دادا کو اکسا کر ان کو آگے کیا۔ اور ۲۵ - ۳۰ کی تعداد میں مسجد میں گھس آئے اور آتے ہی مولانا محمد خان کو درس بند کرنے کو کہا۔ انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی اعتراض ہو تو بیان کرو، اس کا جواب دوں گا، لیکن اس طرح درس بند نہیں کروں گا۔ ایک قادیانی نوجوان آگے بڑھا اور مولانا محمد خان کے سامنے رکھی ہوئی رحل کو جس میں قرآن پاک رکھا ہوا تھا، پاؤں سے ٹھوکر ماری، جس سے قرآن کریم نیچے گر پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس ناپاک جسارت کی وجہ سے مسلمانوں کا طیش اور جوش میں آنا ان کے ایمان کا تقاضا تھا۔ اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ شور وغل سن کر بہت سے مسلمان جمع ہو چکے تھے۔ اس لئے قادیانیوں نے کھسک جانے میں ہی عافیت سمجھی اور وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے۔

رفیق باجوہ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ خبر ملی، الٹے پاؤں واپس آ گئے۔ اتنے میں پانچ چھ سو کے قریب مسلمان مسجد میں جمع ہو چکے تھے۔

اینٹ کی فتح

علماء شہر کو پتہ چلا تو وہ بھی پہنچ گئے باہمی مشورہ سے طے ہوا کہ جتنے مسلمان یہاں جمع ہیں وہ ایک احتجاجی جلوس کی صورت میں تھانہ چلیں اور حکام کے سامنے مسجد کی بے حرمتی، درس میں مداخلت اور قرآن کریم کی توہین کے سلسلہ میں فریاد پیش کریں۔ جلوس روانہ ہوا۔ سکول کے قریب پہنچا تو مولانا محمد صدیق خطیب جامع مسجد اہلحدیث چونڈہ نے جلوس کو روک لیا تاکہ شرکاء کو جلوس کا مقصد سمجھا دیں اور کوئی ناخوشگوار بات نہ ہو۔ مولانا محمد صدیق نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مقصد پرامن طور پر حکام تک اپنی فریاد پہنچانا ہے۔ اس لئے سب حضرات امن وقانون کا احترام کرتے ہوئے چلیں۔ اتنے میں اے، ایس، آئی محمد اعظم نے جلوس کے قائدین سے کہا کہ آپ جلوس ختم کر دیں اور ایک وفد لیکر تھانے آ جائیں۔ آپ کی بات پوری توجہ سے سنی جائے گی اور کارروائی ہوگی۔ چنانچہ قائدین نے اس یقین دہانی پر جلوس ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور لوگوں سے کہا کہ آپ آگے نہ جائیں۔ ہم چند حضرات جا کر حکام کو صورت حال سے آگاہ کر رہے ہیں۔ وفد میں مولانا محمد خان مبلغ تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد صدیق خطیب اہلحدیث چونڈہ، مولانا محمد شفیع صاحب، مولانا محمد بشیر صاحب خطیب چونڈہ جمعیۃ العلماء پاکستان اور جناب محمد رفیق باجوہ شامل تھے۔ یہ حضرات تھانہ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور تک گئے کہ سامنے سے کچھ مرزائی ریوالوروں، چاقوؤں خنجروں اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آ گئے۔ پہلے انہوں نے ہوائی فائر کئے۔ پھر سیدھے مگر نشانے خطا گئے اور گولی کسی کو نہ لگی۔ جب یہ وار خالی گیا تو خنجروں اور چاقوؤں والے آگے بڑھے اور حملہ کر دیا۔ محمد رفیق باجوہ خصوصی طور پر زد میں تھے وہ زخمی ہو گئے۔ مولانا محمد صدیق، حاجی سعید اور ایک اور مسلمان نوجوان کو بھی زخم آئے۔ ارد گرد مسلمانوں نے جب یہ منظر دیکھا تو یہ خیال کر کے کہ ہم غیر مسلح ہیں قریب ایک زیر تعمیر عمارت کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ریوالوروں، خنجروں اور چاقوؤں سے مسلح قادیانیوں کے مقابلہ میں اینٹ کا ہتھیار استعمال کیا۔ کچھ دیر معرکہ ہوا۔ پھر ریوالوروں کے مقابلہ میں اینٹ نے بازی جیت لی۔ اور قادیانیوں کو ایک بار پھر پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ لیکن پسپا ہوتے ہی انہوں نے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

بقیہ ـــــــ چونڈہ

اپنی دکانوں سے سامان وغیرہ اٹھا کر باہر پھینکنا شروع کر دیا جو جائے وقوعہ سے کم از کم سو گز دور تھیں اور ابھی تک مسلمان وہاں تک نہیں پہنچے تھے۔ قادیانیوں نے سوچا کہ اسے مسلمانوں کا حملہ قرار دے کر فائرنگ کو دفاعی کاروائی ظاہر کر سکیں گے مگر اللہ کی قدرت کہ ایس، ایچ، او تھانہ نے دکانوں سے سامان از خود باہر پھینکنے کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس طرح یہ سازش پروان نہ چڑھ سکی۔

اے، ایس، آئی کی ٹال مٹول

قادیانی جارحیت کے خلاف استغاثہ پیش کرنے کے لئے تھانے جانے والا یہ وفد اب خود مجسم استغاثہ بن چکا تھا۔ تھانے پہنچے تو ایس، ایچ، او، نے اے ایس آئی اعظم سے کہا کہ ان زخمیوں کے کاغذ جلد بنا کر انہیں ہسپتال بھیجدو۔ تاکہ میڈیکل رپورٹ لے آئیں۔ لیکن اعظم نے ایک نہ سنی۔ اسی ٹال مٹول میں تین چار گھنٹے گذر گئے تو پتہ چلا کہ اعظم اے۔ ایس۔ آئی ان قادیانیوں کو پہلے ہی ہسپتال بھیج چکا ہے۔ جو خود ساختہ زخم لیکر آئے تھے تاکہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے استغاثہ کو بے اثر کیا جا سکے۔ اور جب چار پانچ گھنٹے کی خرابی بسیار کے بعد مسلمان زخمی میڈیکل رپورٹ لیکر واپس آئے تو تھانے میں "صلح کانفرنس" منعقد ہو رہی تھی اور "صلح کل" قسم کے مسلمان چودھری معاملہ کو "رفع دفع" کر دینے کا راگ الاپنے میں مصروف تھے زخمیوں کے واپس پہنچنے تک صلح کا کھڑاگ رچایا جا چکا تھا۔ بامر مجبوری انہیں بادل نخواستہ اس صلحنامہ کی تصدیق پر مجبور ہونا پڑا۔

قادیانی لڑکیوں کا محاذ

"صلح" تو جس طرح ہوئی ہو گئی۔ مگر دوسرے روز گرلز سکول میں مسلمان لڑکیاں پڑھنے گئیں تو قادیانی لڑکیوں نے انہیں طعن و تشنیع کے تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ یہ ہفتہ کا دن تھا، قادیانی لڑکیاں دھمکی دے گئیں کہ "پیر کو ہم تم سے بات کرینگی" پیر کا دن آیا تو قادیانی لڑکیوں کے ہاتھوں میں بستے نہ تھے اور کچھ بڑی عورتیں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ آتے ہی احمدیت زندہ باد کے نعرے لگاتی ہوئی مسلمان لڑکیوں پر پل پڑیں ان کی کتابیں پھاڑ دیں۔ ایک استانی کے سر کا دوپٹہ چھین کر تار تار کر دیا۔ مسلمان لڑکیوں نے یہ منظر دیکھا تو سکول کے دروازے بند کر لئے اور ان آوروں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اب قادیانی لڑکیاں مسلمان لڑکیوں کے جوابی حملہ کی زد میں تھیں اور فرار و پناہ کے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ یہ معرکہ جاری تھا، کہ اقبال نامی ایک مرزائی غنڈہ سکول کی دیوار پھاند کر اندر آگیا اور مسلمان لڑکیوں کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ مگر غیور مسلمان لڑکیوں کے جواب کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ سکول کے دروازے مسلمان لڑکیوں نے بند کر رکھے تھے۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ اقبال مرزائی کو گرفتار کر کے اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے ورنہ سکول کے دروازے نہیں کھولے جائینگے۔ بڑی مشکل سے پولیس حکام نے حلفیہ وعدہ کر کے سکول کا دروازہ کھلوایا اور قادیانی لڑکیوں کو اپنی حفاظت میں ان کے گھروں تک پہنچا دیا۔ اور یوں غیور مسلمان لڑکیوں نے قادیانی لڑکیوں کو میدان سے بھگا دیا، اقبال قادیانی کے خلاف پرچہ درج کر لیا گیا۔ مگر اس وقت تک وہ نکے وہ ضمانت قبل از گرفتاری کروا چکا تھا۔

سیالکوٹ میں جلوس

چونڈہ کے ان معرکوں کی خبر سیالکوٹ پہنچی تو سکولوں اور کالجوں کے طلباء نے قادیانی غنڈہ گردی کے خلاف احتجاج کے طور پر ہڑتال کر دی اور ایک جلوس کی شکل میں ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ خود چونڈہ جا کر ان حالات کی تحقیق کریں اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ ڈپٹی کمشنر نے موقع کی نزاکت کا احساس کر لیا اور خود چونڈہ پہنچے۔ عوام کے ایک بڑے ہجوم نے ان کا خیر مقدم کیا۔ جناب محمد رفیق نے انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور عوام کے مندرجہ ذیل متفقہ مطالبات ان کی خدمت میں پیش کئے

(۱) مسجد میں قرآن کریم کی توہین کرنے والے قادیانیوں کے خلاف کاروائی کی جائے۔

(۲) مسلمان علماء پر حملہ کرنے والے قادیانیوں کو گرفتار کر کے ان کا اسلحہ ضبط کیا جائے۔

(۳) اے۔ ایس، آئی اعظم کو جانبداری برتنے پر معطل کیا جائے۔

(۴) گرلز سکول میں مسلمان لڑکیوں پر حملہ کرنے والے اقبال قادیانی کے خلاف کاروائی کی جائے۔

ڈپٹی کمشنر نے ان مطالبات کو پوری توجہ سے سنا اور حالات کی تحقیقات کے لئے ایک مجسٹریٹ کا تقرر کر دیا تحقیقات کا یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ عوام ان تحقیقات کے نتائج کے منتظر ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا قرآن پاک کی توہین مسلمانوں پر حملہ اور لڑکیوں کی بے حرمتی کے مجرموں کو سزا ملیگی یا مصلحتوں کا عفریت حسب سابق اس حادثہ کو بھی ہڑپ کر جائے گا۔

کنونشنوں میں مقالات

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے علاقائی تربیتی کنونشنوں میں مندرجہ ذیل عنوانات کے مطابق علماء کرام مقالات پڑھیں گے۔

(۱) جناب مولانا عبدالعلیم صاحب لائلپور — اسلامی نظام عدل مساوات
(۲) قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ ملتان — اسلامی نظام سیاست
(۳) مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب — نظم جماعت اور اجتماع کے فضائل
(۴) مولانا عبدالمجید صاحب ندیم بی اے ڈیرہ — ختم نبوت
(۵) مولانا حبیب اللہ صاحب ساہیوال — اکابرین دیوبند کے مجاہدانہ کارنامے
(۶) جناب زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ — استعماری طاقتیں اور عالمی سیاست
(۷) حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان — امارت شرعیہ کا نظام
(۸) مولانا سعید الرحمٰن علوی سرگودھا — اسلام کا نظام معاشیات اور بنکاری
(۹) مولانا عبیداللہ صاحب انور لاہور — خوف آخرت احساس فرمداری
(۱۰) مولانا سعید احمد صاحب راولپنڈی — نظم جماعت اور نوجوانوں کے فرائض

ایں چہ بوالعجبی ست

ڈاکٹر ایس، فدا حسین سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد

ایک وقت تھا کہ مولانا غلام غوث ہزاروی مجاہد ملت وبطل حریت کہلاتے تھے۔ آج انہی کی تحریروں کے اقتباسات فرقہ مردودیہ قادیانیہ کے مذموم مقاصد کی تشہیر کے کام آرہے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مجاہد ملت کہلانے والے ہزاروی صاحب کی تقریر و تحریر آج دین اسلام کے خلاف سرگرم عمل عناصر کے ہاتھ مضبوط کر رہی ہے۔ افسوس جس بطل حریت سے توقع تھی کہ وہ دشمنان اسلام کے منصوبوں اور سازشوں کی بیخ کنی کرینگے، آج وہ ان بزرگان دین کے خلاف الزام تراشیوں میں مصروف ہیں۔ جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر بھرپور جہاد کیا مصیبتیں جھیلیں، قربانیاں دیں۔ اور جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم میر کاروان تحفظ ختم نبوت تھے۔ کون نہیں جانتا کہ وہ ایک مخلص اور نڈر مجاہد تھے۔ مرزائیت کے خلاف وہ ایک سیف بے نیام تھے۔ ان کی حق گوئی اور بیباکی سے دشمنان اسلام کے دل دہل جاتے تھے۔ ان کی دینی خدمات تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کا مسلسل جہاد اور مرزائیت کے کفر و ارتداد کے خلاف ان کی شبانہ روز جدوجہد کو کون بھلا سکتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ ہزاروی صاحب کو توشۂ آخرت کے جمع کرنے کی بجائے ایسی بزرگ ہستی پر بعد از مرگ بہتان باندھنے الزام تراشنے اور ہذیان اگلنے سے کس کی خوشنودی مقصود ہے۔ خدا یقیناً ان کے ایسے اعمال سے خوش نہیں ہوتا۔ ہزاروی صاحب نے مولانا محمد علی جالندھری پر بہتان باندھا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے عطیات جائداد انہوں نے اپنے نام سے قبضہ میں رکھیں۔ اور ان کی وفات کے بعد وہ جائداد وراثت کے مطابق منتقل ہوئی ہے۔ یہ محض ایک سفید جھوٹ اور بے بنیاد الزام ہے۔ ہزاروی صاحب اور ان کے حواری جب چاہیں جائداد کے کاغذات دیکھ سکتے ہیں۔ ہزاروی صاحب کو لازم ہے کہ استغفار پڑھیں اور اس بہتان کی تردید کریں۔

ہزاروی صاحب نے مولانا منظور احمد چنیوٹی پر بھی خیانت کا الزام عائد کیا ہے۔ مولانا چنیوٹی ان چند ہستیوں میں ایک ہیں جنہوں نے قادیانی کفر و ارتداد کے صنم کو پاش پاش کیا۔ جن کا نام لیکر مرزائی مائیں اپنے بچوں کو ڈراتی ہیں جنہوں نے امت محمدیہ کو قادیانی سازشوں اور اسلام دشمن ہتھکنڈوں سے خبردار کیا جن کی تحریر و تقریر سے حق گوئی عیاں جن کے جذبات سے حب رسول آشکارا جن کے سینے نور ایمان سے منور جو باطل کے خلاف ہر آن سینہ سپر رہتے ہیں۔ ایسے مرد مجاہد پر بے بنیاد الزام لگا کر ہزاروی صاحب ان کے خلاف شکوک و شبہات اور نفرت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں ؎

جس نے ناموس پیمبرؐ پہ کیا جاں کو نثار
اس کی عزت کا نگہبان خدا ہوتا ہے

ہزاروی صاحب کے مداح انہیں درویش صفت انسان بتاتے ہیں۔ لیکن بزبان ہزاروی سننے کی حد تک یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ درویش انسان گذشتہ چند ماہ میں پنجاب سرحد ٹرانسپورٹ کی آٹھ نئی بسوں کے بلا شرکت غیرے مالک ہیں۔ ان کے

(باقی ۱۳ پر)



جمعیۃ علماء اسلام ہی ملکی سالمیت کا تحفظ کر سکتی ہے — قائد جمعیۃ

صوبائی جمعیۃ کی طرف سے پانچ مقامات پر علاقائی کنونشن ہونگے

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کا اجلاس، فیصلے اور قراردادیں

(رپورٹ — حماد سواتی)

لاہور۔ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ اور ضلعی امراء و نظماء کا مشترکہ اجلاس ۹ رفروری بروز ہفتہ بعد نماز ظہر مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں امیر محترم حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملکی سیاسی صورت حال پر مفصل تبصرہ فرمایا۔ آپ نے کہا۔ حکمران جماعت کی مسلسل غیر جمہوری اور غیر آئینی اقدامات کے باعث عوام اس سے مایوس ہو چکے ہیں اور ملک میں جمعیۃ علماء اسلام کے سوا کوئی ایسی سیاسی جماعت نہیں جو چاروں صوبوں میں اپنے اثرات رکھتی ہو۔ باقی تمام سیاسی پارٹیاں علاقائی سیاست میں الجھ کر رہ گئی ہیں اور اس وقت ملک کی سالمیت کے تحفظ کی ذمہ داری سب سے زیادہ جمعیۃ علماء اسلام پر عائد ہوتی ہے۔

آپ نے کہا۔ جمعیۃ کے ارکان کو اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنی صفوں کو از سر نو ترتیب دینا ہوگا اور اس مقصد کے لئے چاروں صوبوں میں جمعیۃ کے تربیتی کنونشن بلائے جا رہے ہیں تاکہ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن نئے حوصلوں اور ولولوں کے ساتھ اپنی دینی و ملی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف قدم بڑھا سکیں۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ اگرچہ آج حضرت مفتی کفایت اللہ رح اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن رح ہم میں موجود نہیں لیکن الحمد للہ آج ان کی بصیرت کے حامل بزرگ ہم میں موجود ہیں اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہماری قیادت فرما رہے ہیں۔

اجلاس کی مختلف نشستوں میں جمعیۃ کی تنظیمی صورت حال پر تفصیلی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ مندرجہ ذیل مقامات پر صوبائی جمعیۃ کی طرف سے علاقائی تربیتی کنونشن منعقد کئے جائیں گے۔ جن میں امیر مرکزیہ حضرت درخواستی دامت برکاتہم قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، امیر محترم حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی کارکنوں سے خطاب فرمائیں گے۔

۳رمارچ بروز اتوار بمقام گوجرانوالہ برائے لاہور ڈویژن
۴رمارچ بروز پیر بمقام سرگودھا برائے سرگودھا 〃
۵رمارچ بروز منگل بمقام کوٹ ادو برائے ملتان 〃
۶رمارچ بروز بدھ بمقام بہاولپور برائے بہاولپور 〃
۱۰رمارچ بروز اتوار بمقام جہلم برائے راولپنڈی 〃

ان کنونشنوں میں جمعیۃ کے دیگر مقررین کارکنوں کی ذہنی و فکری راہنمائی کے لئے مختلف عنوانات پر مقالے پڑھینگے جن کی تفصیل الگ شائع کی جا رہی ہے۔ اجلاس رات ۱۱ بجے تک جاری رہا اور مندرجہ ذیل قراردادوں کی منظوری کے بعد دعا پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

قرارداد تعزیت

یہ اجلاس حضرت مولانا نافع گل صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب الحسینی امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اسے عظیم دینی و جماعتی نقصان قرار دیتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ نیز یہ اجلاس جناب عبدالحمید بٹ خازن صوبائی جمعیۃ کے برادر بزرگ جناب عبدالمجید بٹ، جناب مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم عمومی صوبائی کے معصوم بچے ..... جناب مولانا شاہ محمد ترابی ڈیرہ غازیخان کے والد مکرم اور مولانا عبد الشکور دین پور کے فرزند ارجمند کی وفات پر بھی گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتا ہے۔

مسلم سربراہ کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ اور ضلعی امراء و نظماء کا یہ مشترک اجلاس آئندہ ہفتہ لاہور میں منعقد ہونیوالی مسلم سربراہ کانفرنس کا خیر مقدم کرتا ہے اور عالم اسلام کے مسائل پر غور و خوض کے لئے مسلم سربراہوں کے اجتماع کو ملت اسلامیہ کے حق میں نیک شگون خیال کرتا ہے۔

یہ اجلاس کانفرنس کی کامیابی اور عالم اسلام کے مکمل اتحاد کے لئے نیک تمناؤں اور آرزوؤں کے اظہار کے ساتھ ساتھ مسلم قائدین سے یہ استدعا کرنا ضروری خیال کرتا ہے کہ ملت اسلامیہ کے موجودہ مسائل اور افتراق اسلام کے عادلانہ نظام سے روگردانی اور سامراج کی مسلسل سازشوں کا ثمرۂ خبیثہ ہیں۔ اس لئے آج پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ سامراج کے سیاسی، فکری، معاشی اور قانونی اثرات سے پیچھا چھڑا کر اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی داغ بیل ڈالی جائے تاکہ اسلامیانِ عالم قرآن و سنت کی برکات سے بہرہ ور ہوتے ہوئے خوشحال، پرامن اور باوقار زندگی کی طرف قدم بڑھا سکیں۔

یہ اجلاس امید رکھتا ہے کہ اس تاریخی کانفرنس میں فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی، بیت المقدس کی واپسی، عرب علاقوں کی بازیابی، کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے حق خود ارادیت کی بحالی اور عالم اسلام کو قادیانی فتنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے متفقہ لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا۔

یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ کانفرنس کے انتظامات کے سلسلے میں اسلامی روایات اور ملک کے وقار کا خیال رکھا جائے۔ مہمانوں کو ثقافتی شو یا اس قسم کے بیہودہ پروگرام دکھانے اور شراب جیسی لعنت پیش کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

نیز یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کانفرنس کے انتظامات میں اپوزیشن کو بھی شریک کیا جائے تاکہ تمام سیاسی جماعتیں مل جل کر اس اہم فریضہ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

ملک کی داخلی سیاست

یہ اجلاس پاکستان کی موجودہ داخلی سیاسی صورت حال کو انتہائی تشویشناک قرار دیتا ہے۔ اس وقت جبکہ عالم اسلام کے قائدین ملت اسلامیہ کے مسائل پر غور و خوض کے لئے پاکستان میں تشریف لا رہے ہیں۔ ملک کے اندر سیاسی گھٹن، سیاسی راہنماؤں پر مقدمات اور ان کا جیلوں میں محبوس رہنا، چھوٹے صوبوں میں عوام کی مرضی کے خلاف غیر آئینی حکومتوں کا تسلط، پریس پر بیجا پابندیاں اور اپوزیشن کارکنوں اور راہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائیاں پاکستان کے وقار میں اضافہ کا موجب نہیں بن سکتیں۔ یہ اجلاس وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سیاسی عمل کو بحال کیا جائے۔ بلوچستان سے فوج واپس بلا کر آئینی حکومت بحال کی جائے۔ سیاسی راہنماؤں کو رہا کر کے ان پر سے مقدمات واپس لئے جائیں۔ پریس کو ہر قسم کے جبر سے آزاد کیا جائے اور اپوزیشن کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے کی بجائے اس اہم موقع پر اسے اعتماد میں لیا جائے تاکہ پوری قوم متحد ہو کر اس اہم فریضہ سے سرخرو ہو سکے۔

چونڈہ میں قادیانی جارحیت

یہ اجلاس چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں، مسلمانوں کے پرامن اجتماع پر مسلح حملہ، مسجد کی بے حرمتی اور قرآن پاک کی توہین کے مبینہ واقعات کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کرا کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

مولانا امیر حسین پر پابندی

یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کے جنرل سیکرٹری جناب مولانا امیر حسین شاہ کی زبان بندی کے حکم کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے جمہوری اقدار اور آئین کے منافی قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ یہ حکم فی الفور واپس لیا جائے۔ اصل میں یہ

اپنی جمعیت کے ایک کارکن کو مرزائیت کے خلاف صاف صاف بیان کرنے کی سزا دی گئی ہے۔

بقیہ ——— سرگودھا سے اسلام آباد

ممبر قومی اسمبلی کے کردار پر بھی افسوس ظاہر کیا جو ایک جماعت کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر دوسری جماعت کی گود میں چلا گیا ہے آپ نے عوام سے کہا کہ وہ مایوس نہ ہوں، ہمت نہ ہاریں، امتحانات کا دور آتا ہے۔ لیکن اگر اتحاد و یک جہتی کا مظاہرہ کیا جائے اور اپنے فرائض کو سمجھ کر ان کو اپنایا جائے تو حالات بدل جایا کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے پنڈی گھیپ والا پیغام یہاں بھی دہرایا اور عوام کو تلقین کی کہ وہ اپنے اختلافات ختم کر کے ملکی سالمیت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں کیونکہ منفی کردار ادا کرنے والی طاقتیں جن کے سبب سقوط ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا تھا وہ زندہ ہیں۔ اور جب تک عوام ان کا سختی سے محاسبہ نہ کریں گے وہ اپنی بے راہ روی سے باز نہیں آئیں گی۔

آپ نے مدارس اسلامیہ کے کردار کو سراہا جو اس دور شر و فتن میں مشعل اسلام کی تابانی میں بھرپور کردار کر رہے ہیں۔

تقریر ختم ہوئی تو عصر کی اذان کا وقت تھا۔ چنانچہ اڈا[illegible] سے متصل نماز [illegible] رو[illegible]ی کا [illegible] دیا۔ واپسی پر ہم دونوں کے علاوہ حضرت مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی بھی اسلام آباد تشریف لانے کے لئے ہمراہ ہو گئے۔ عوام نے انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ قائد محترم کو رخصت کیا۔ مغرب کی نماز کھوڑ بس اڈہ کی خوبصورت مسجد میں ادا کی۔ جونہی حضرت محترم نماز ادا کر کے نکلے عوام نے جوش و محبت کے ساتھ ان کو گھیر لیا۔ مختلف طرح کی فرمائشیں کیں۔ مثلاً چائے کھانا وغیرہ۔ لیکن چونکہ آپ نے سعودی سفیر کے ساتھ کھانے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس لئے اسلام آباد واپسی کی جلدی تھی۔ اس لئے آپ نے معذرت کی۔ اس طرح ہم لوگ بعافیت ۷½ بجے کے قریب اسلام آباد پہنچ گئے۔

نہ معلوم اسلام آباد آنے کی خبر چند سیکنڈوں میں کیسے پھیل گئی کہ فون پر فون آنے شروع ہو گئے اور ملنے جلنے والوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ میرے ناقص خیال میں یہ سب من جانب اللہ ہے اور اس ارشاد نبوت کا مصداق ہے کہ حق تعالیٰ جس سے راضی ہوتے ہیں اس سے اپنی محبت کا اظہار آسمانوں پر کرتے ہیں۔ منادی ہو جاتی ہے اور پھر اہل ارض کے دلوں میں وہی بات ڈال دی جاتی ہے (او کما قال علیہ السلام) حضرت مفتی صاحب کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ پاکستان بھر کے مشائخ، اہل اللہ، مخلص و ایثار پیشہ علماء کرام ان کے ساتھ اپنی وابستگی و تعلق کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں اور اپنے متوسلین و معتقدین کو اس کی تلقین کرتے ہیں۔ خدا کور چشموں اور حاسدوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے۔

خط و کتابت
کرتے وقت
چٹ نمبر کا
حوالہ ضرور دیا کریں

صوبہ سندھ جمعیۃ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس ۲۲، فروری ۱۹۷۴ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے دفتر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ اسٹیشن روڈ سکھر میں منعقد ہوگا۔ یہ اجلاس حضرت مفتی صاحب کے حکم پر بلایا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب بھی اس اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔ تمام ارکان شوریٰ صوبہ سندھ اور اضلاع کے امراء اور نظماء عمومی [illegible] دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن کو دعوت نامہ نہ ملا ہو وہ اس اعلان کو ہی دعوت تصور کر کے وقت مقر[illegible] پر ضرور اجلاس میں شرکت کریں۔ اجلاس ہو[illegible] یہ علماء اسلام صوبہ سندھ کی تنظیم اور صوبہ کی کسی اہم جگہ پہ پورے صوبہ سندھ کا ایک کنونشن بلانے پر غور کر کے پروگرام مرتب کیا جائیگا دیگر امور باجازت صدر صاحب۔

(نمبر ائستار بروہی ناظم دفتر جمعیۃ صوبہ سندھ)

ایک ضروری وضاحت

پاکستان امن کونسل کے سربراہ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے ایک وضاحتی بیان میں فرمایا ہے کہ امن کونسل کے وائس پریزیڈنٹ سینیٹر ظہور الحق صاحب سے متعلق یہ غلط فہمی ہے کہ وہ قادیانی گروپ سے متعلق ہیں۔

جبکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اس نام کے دو سینیٹر ہیں ایک کا تعلق سیالکوٹ سے ہے دوسرے کا پشاور سے۔ سیالکوٹ والا سینیٹر بلاشبہ قادیانی ہے اور حکمران پارٹی کا ممبر ہے جبکہ پشاور والے سینیٹر بیرسٹر ظہور الحق نیپ کے ممبر ہیں اور مسلمان ہیں اور یہی امن کونسل کے ممبر ہیں۔ اس لئے کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے۔

ہائیکورٹ نے مولانا امیر حسین کی رٹ سماعت کے لئے منظور کر لی

ہائیکورٹ کے جسٹس عطاء اللہ سجاد نے جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کے جنرل سیکرٹری مولانا سید امیر حسین کی رٹ سماعت کے لئے منظور کر لی۔ جو انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے دو ماہ کے لئے ضلع کی حدود میں زبان بندی کے احکام کے خلاف دائر کی تھی۔ جسٹس عطاء اللہ سجاد نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ساہیوال سے اس حکم کی تفصیلات طلب کر لی ہیں۔

ایک ضروری اعلان

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ زکوٰۃ، چرم قربانی اور صدقات واجبہ وغیرہ کی رقوم براہ راست جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر رنگ محل لاہور کو ارسال کریں۔ اس کے علاوہ کسی کو یہ رقوم نہ دی جائیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے امیر مرکزیہ حضرت درخواستی دامت برکاتہم کے مشورہ سے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ حضرت درخواستی دامت برکاتہم	خان پور
۲۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب	بہاولنگر
۳۔ ″ ″ عبدالکریم ″	بیر شریف
۴۔ ″ ″ مفتی محمود ″	ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۵۔ ″ ″ حبیب گل ″	کوہاٹ
۶۔ ″ ″ نیاز محمد ″	زیارت
۷۔ ″ ″ سید حامد میاں ″	لاہور
۸۔ حاجی کرامت اللہ ″	حیدر آباد
۹۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور ″	لاہور
۱۰۔ ″ ″ محمد ایوب جان بنوری صاحب	پشاور
۱۱۔ ″ ″ سید محمد شاہ صاحب	امروٹ شریف
۱۲۔ ″ ″ سید شمس الدین ″	فورٹ سنڈیمن
۱۳۔ ″ ″ عبدالحق ″	اکوڑہ خٹک
۱۴۔ ″ ″ صدر الشہید ″	بنوں
۱۵۔ ″ ″ نعمت اللہ ″	کوہاٹ
۱۶۔ ″ ″ عبدالغفور ″	کوئٹہ
۱۷۔ جناب خان محمد زمان خان اچکزئی	″
۱۸۔ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب	رحیم یار خاں
۱۹۔ ″ ″ مفتی محمد عبداللہ ″	ملتان
۲۰۔ ″ ″ سید نیاز احمد شاہ گیلانی	″
۲۱۔ ″ ″ عبدالباری جان ″	پشاور
۲۲۔ ″ ″ مفتی عبدالواحد ″	گوجرانوالہ
۲۳۔ ″ ″ محمد اجمل ″	لاہور
۲۴۔ ″ ″ نور محمد ″	سجادل
۲۵۔ ″ ″ امیر حسین گیلانی ″	اوکاڑہ
۲۶۔ ″ ″ محمد یاسین ″	جھنگ
۲۷۔ ″ ″ قاری عبدالسمیع ″	سرگودھا
۲۸۔ ″ ″ محمد رمضان ″	میانوالی
۲۹۔ ″ ″ محمد داؤد ″	ٹیکسلا
۳۰۔ ″ ″ قاری محمد امین ″	راولپنڈی
۳۱۔ ″ ″ قاری سعید الرحمٰن ″	کیمبل پور
۳۲۔ ″ ″ فور الہدیٰ ″	کراچی
۳۳۔ ″ ″ قاضی عبداللطیف ″	کلاچی
۳۴۔ ″ ″ قاضی عطاء اللہ ″	ٹانک
۳۵۔ ″ ″ قاری نور الحق ایڈوکیٹ ″	ملتان
۳۶۔ جناب قاضی محمد سلیم صاحب ایڈوکیٹ	لاہور
۳۷۔ جناب مقبول احمد صاحب ایڈوکیٹ	اوکاڑہ
۳۸۔ جناب عبدالمجید صاحب بٹ	لاہور

از مدینہ منورہ — سعودی عرب
۲۸ جنوری ۱۹۷۴ء

مکتوب مدینہ منوّرہ

مہربانم زاہد الراشدی صاحب سلامت رہو!

السلام علیکم۔ مزاج شریف!

ایک عدد خط قبل ازیں مکہ معظمہ سے ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ امید ہے موصول ہو چکا ہوگا۔

میں ۲۶ جنوری ۱۹۷۴ء کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچا۔ مدینہ منورہ سے انشاء اللہ ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء کو روانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ ۲۵ فروری ۱۹۷۴ء تک گلستان پہنچ جاؤں گا۔ سفر آرام سے کروں گا۔

سعودی عرب میں تسکین قلب حاصل ہوئی ہے، نہ تو سینما ہے۔ نہ شراب بکتی ہے۔ یہاں تک کہ سپرٹ تک نہ تو ملتا ہے اور نہ کوئی گھر میں رکھ سکتا ہے۔ ادویات کے نسخوں یعنی پیٹنٹ ادویات میں الکحل شامل نہیں۔ نہ چوری ہوتی ہے نہ زنا۔ لوگ جھگڑا تک نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کو گالی نہیں دیتے۔ صرف زبانی معمولی تکرار کرتے ہیں۔ امیر غریب کو حقیر تک نہیں سمجھتے۔ مالک مزدور کے ساتھ انتہائی اچھا سلوک کرتے ہیں۔ سرکاری ملازمین اپنے فرائض کی سخت پابندی کرتے ہیں۔ ملک میں امن و امان ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سکولوں وغیرہ میں دی جاتی ہے۔ جو بھی فارغ التحصیل ہوتا ہے عالم اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ ہوتا ہے۔ ڈرائیور تک احادیث اور قرآن پاک موٹر چلاتے وقت پڑھتے ہیں۔ ہر ایک خوش الحان ہے اور سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسلام محفوظ ہے، جان محفوظ ہے، مال محفوظ ہے، عزت محفوظ ہے۔ سعودی عرب کی عورتیں پردہ کی سخت پابند ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے والی جوان لڑکیاں پردہ کی سخت پابند ہیں۔ غرضیکہ خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ ہر ایک نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ یہ سب کچھ اسلامی قانون کے نفاذ کی بدولت ہے۔ اللہ کے قانون اور شرعی نظام میں خوبیاں ہیں، خرابیاں نہیں۔ اسی وجہ سے سخت رشک آتا ہے اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ جس کے لئے بہت سی قربانیاں دی گئی ہیں جس کے لئے عصمتیں لوٹی گئی ہیں، اس میں بھی اسلامی قانون نافذ ہو جائے۔ عالم، صالح، نیک اور دیندار لوگ حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں۔ تب جا کر چین اور سکون حاصل ہوگا۔ مجھے اپنے ملک کی حالت پر رونا آتا ہے۔ اور یہ دیکھا روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ چونکہ انتخابات کے امتحان میں ناکام ہوئے ہیں۔ ہم نے دنیا کو دین پر ترجیح دی ہے۔ اسی وجہ سے ہم مصائب، تکالیف پریشانیوں اور گوناگوں مشکلات سے دوچار ہیں۔ اپنے اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے۔ پاکستان میں شرعی نظام رائج فرمائے۔ ہمیں اسلام کا شیدائی بنائے۔ علماء حق کو کامیاب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علماء حق کی عمر دراز فرمائے اور زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مولانا درخواستی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، مولوی شمس الدین صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین کو عمر دراز عطا فرمائے اور کامیاب و کامران بنائے اور حق کے لئے زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ جمعیۃ علماء اسلام ترقی کی منازل طے کرے اور علماء حق کو کامیاب و کامران کرے۔ آمین! میں بفضل خدا بالکل تندرست ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مولانا عبید اللہ انور صاحب کی خدمت میں السلام علیکم۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ فقط والسلام۔

خیر اندیش

سینیٹر محمد زمان خان اچک زئی

جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان حال مدینہ منورہ)

بقیہ — قادیانیوں کی شکست

اس حوالہ کے پڑھ کر سنانے سے مرزائی مبلغ نے کہا کہ یہ کسی مخالف کا خط تھا۔ پھر ہمارے مبلغ ختم نبوت نے میرزا صاحب کے زنا کے ثبوت میں بحوالہ قصہ بیان کیا اور سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰ پیش کی۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور مرزائیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ شکست کا منظر قابل نظارہ تھا۔ نہایت خائب و خاسر ہو کر قادیانی مرزائی واپس چلے گئے اور مسلمان کامیاب و شادمان اپنے گھر واپس آگئے۔

بقیہ — ایں چہ بوالعجبی ست

رہن سہن اور درویشانہ طرز زندگی میں انقلاب آ چکا ہے اور اب حضرت خوب امیرانہ ٹھاٹھ سے آخری ایام زندگی پورے کر رہے ہیں۔ شاید ہزاروی صاحب ہی بتا سکیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے تقریباً چودہ ہزار روپے جو انہوں نے اپنے ذاتی حساب میں غیر آئینی طور پر جمع کر دار رکھے تھے غیر آئینی طور پر نکلوا کر اس پر ناجائز طور پر کیوں قابض ہیں سے

دوسروں کی آنکھ کے تنکے پہ کرنا پھر نظر
دیکھ غافل پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کو

تعارف و تبصرہ

نام کتاب۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کیوں اور کیسے؟

مصنف۔ ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال

صفحات ۳۲ — قیمت ایک روپیہ صرف

ملنے کا پتہ:۔ مجلس حضرت عثمان غنیؓ ۱۲۷/۸ ۵۱ کورنگی ۶ — کراچی ۳۱

امت مسلمہ کے عظیم محسن، داماد پیمبر، خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ کی وہ مظلوم شخصیت ہیں کہ باید و شاید؟

سبائی مفسدوں نے جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعہ اصحاب محمد علیہ التحیۃ والثناء کی کردار کشی کا جو مذموم سلسلہ مدت سے شروع کر رکھا ہے وہ ہنوز ختم نہیں ہوا۔ بلکہ ہر دور کے "مجددین سبائیت" نئے اسلحہ سے مسلح ہو کر پرانا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت مجرمانہ قسم کی غفلت کا شکار ہیں اور اپنے محسنوں کے معاملہ میں افسوسناک قسم کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔

مقام مسرت ہے کہ چند حضرات اس طرف متوجہ ہوئے ہیں جو تاریخ کے نام پر خرافات کی پٹاری کو نذر آتش کر کے حقائق و واقعات صادقہ سامنے لا رہے ہیں۔

یہ کام موجودہ ماحول میں جتنا مشکل ہے۔ اس کا اندازہ کچھ وہی حضرات کر سکتے ہیں جو اس میدان سے گزر رہے ہیں۔

زیر تبصرہ رسالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو مشہور اہل قلم ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض گھونٹ بڑے تلخ ہیں، لیکن ملی ضرورتیں تلخی گوارا کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو، تاکہ غبار کے بادل چھٹ سکیں اور حقائق سامنے آ جائیں۔ (علوی)

پیغام بیداری

مؤلف۔ مولانا خدا بخش اصغر

قیمت۔ ڈیڑھ روپیہ۔

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ مجیدیہ چوک اردو بازار لاہور

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مؤلف نے ہر طبقہ کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے یہ رسالہ قلمبند کیا ہے۔ عام معنوں میں ایک اصلاحی قسم کا رسالہ ہے جس کا مرکزی موضوع دین و سیاست کی تفریق کے ناپاک تخم کی بیخ کنی اور اس سے پیدا ہونے والے مفاسد کو آشکارا کر کے "قدیم و جدید" کو باہم متحد دکھنا ہے کہ یہی عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ (علوی)

طلباء کی سرگرمیاں

جہلم کا کنونشن

۲۵ر جنوری کو جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کا کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت جناب حافظ بدرالاسلام صاحب نے کی تلاوت کلام پاک کے بعد جناب امجد فواز صاحب (ناظم نشریات) "اتحاد" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ جو تنکے چمن میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ لیکن ان ہی کو اکٹھا کر کے آشیانہ بنا دیا جاتا ہے تو وہ بھی ایک حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسلام نے بھی ہمیں اتحاد ہی کا سبق دیا ہے لہٰذا ہم سب کو متحد ہو کر غلبۂ اسلام کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کے بعد جناب ملک عبدالسلام (ناظم عمومی) نے جمعیۃ طلباء اسلام کی اہمیت واضح فرمائی۔ انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی طلباء کی واحد تنظیم ہے جو اخلاص کے ساتھ اسلامی نظام تعلیم کی ترویج کے لئے کوشاں ہے۔ بعدازاں جناب محمد اعجاز انجم (خازن) نے ختم نبوت کے موضوع سے خطاب کیا۔ انہوں نے حکومت پر واضح کیا کہ اگر منکرین ختم نبوت کے خلاف حکومتی سطح پر کوئی صحیح اقدام نہ کیا گیا تو یہ فتنہ پورے ملک کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ ان منکرین ختم نبوت کے ساتھ موجودہ حکومت کی اتنی رعائتیں کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ نظر آتی ہیں۔ آخر میں صدر جلسہ جناب حافظ بدرالاسلام صاحب (صدر جمعیۃ طلباء اسلام جہلم) نے جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام مفصل طور پر پیش کیا۔ انہوں نے ایسے ولولہ انگیز طور پر بیان کیا کہ تمام حاضرین عش عش کر اٹھے اور آخر میں مندرجہ ذیل طلباء نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ ان سب طلباء کا تعلق گورنمنٹ انٹر کالج جہلم سے ہے اور اکثر کالج یونین کے عہدیدار بھی ہیں۔

(۱) چودھری خالد محمود (۲) جناب محمد شیراز
(۳) جناب باقر حسین (۴) " محمد افضل
(۵) " چودھری محمد اکمل (۶) " محمد صالح خاں
(۷) " ملک ارشد جاوید (۸) " خواجہ جاوید اکبر
(۹) " ملک محمد ضیا اختر (۱۰) " قاسم علی قاضی
(۱۱) جناب صلاح الدین جناب عبدالرزاق اور جناب آصف جاوید۔ جہلم کے عہدیدار مندرجہ ذیل ہیں۔

سرپرست — جناب خواجہ خالد محمود
صدر — " حافظ بدرالاسلام
نائب صدر — " محمد خلیل
ناظم عمومی — ملک عبدالسلام (جنرل سیکرٹری کالج یونین)
ناظم — قاری مظفر حسین
ناظم نشریات امجد فواز گھکھڑ۔ خازن محمد اعجاز انجم

اسلام آباد

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام اسلام آباد کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اسلام آباد یونٹ کے صدر جناب اشعر اعجاز جعفری نے طلباء سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت مسلم قوم کی سب سے بڑی دشمن وہ جماعتیں ہیں جو اسلام ہی کے نام پر مختلف ناموں سے غیر اسلامی عقائد کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں۔ لہٰذا ہمیں محض اسلام کے نام سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے بلکہ ان کے حقائق کو سمجھنا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ صحیح عقائد کے لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ایک قوت پیدا کریں۔ تاکہ ان دشمنان اسلام کا قلع قمع کیا جا سکے۔ بعد ازاں جناب سید سیف الاسلام خالد زیدی نے مرکز کے مسائل طلباء کو بتائے اور ان سے کہا کہ مرکز کی ہر ممکن امداد ہونی چاہیئے خبرنامہ عزم کی طرف بھی طلباء کی توجہ مبذول کرائی۔ آخر میں مرکزی انتخابات کی تفصیل بھی بتائی گئی۔ تمام طلباء نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نئے عہدیداروں کا خیر مقدم کیا۔

ملتان

گذشتہ ماہ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان کا ایک اجلاس زیر صدارت رانا شمشاد علی خاں (ناظم انتخابات پنجاب و صدر جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب) منعقد ہوا جس میں ضلع کی مختلف شاخوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جناب اکرام القادری قمر (سرپرست جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان) نے پورے ضلع کے احوال و کوائف بیان فرمائے۔ بعدازاں ضلعی کنوینر جناب محمد یوسف ولی اللّٰہی نے بھی ضلعی کارکردگی اور دوروں کی تفصیل بتائی ان کے بعد جناب احمد خاں قریشی نے شہر ملتان کی رپورٹ پیش کی۔ اس کاروائی کے بعد جمعیۃ کے کام کو مزید ترقی دینے کے لئے مختلف حضرات نے اپنے مشورے اور آراء پیش فرمائیں۔ آخر میں ضلع کا انتخاب عمل میں لایا گیا جو حسب ذیل ہے

صدر — جناب عاطف شیخ ، ملتان
نائب صدر — " محمد اسلم خانیوال (احسن المدارس)
ناظم عمومی — احمد خاں قریشی بی اے (قاسم العلوم ملتان)
ناظم — حافظ عبدالمجید عاصم میاں چنوں (ہائی سکول)
ناظم نشریات — میر احمد ملتان (گورنمنٹ کالج)

خازن کا عہدہ بھی فی الحال صدر کے سپرد کیا گیا۔ بعد ازاں جناب رانا شمشاد علی خاں نے عہدیداروں سے حلف وفاداری لیا

یوم آزاد

۲۲ر فروری کو جمعیۃ علماء اسلام ملتان یوم مولانا ابوالکلام آزاد منا رہی ہے۔ اس موقع پر تحریری و تقریری مقابلہ بھی ہوگا۔ جو طلباء اس میں شریک ہونا چاہیں وہ تحریری مضامین بذریعہ ڈاک بھی بھیج سکتے ہیں۔ تقریری مقابلہ میں حصہ لینے کے شائق حضرات ۲۲ر فروری گیارہ بجے دوپہر تک ملتان پہنچ جائیں

المعلن۔ احمد خاں قریشی (ناظم جمعیۃ طلبا ملتان) مکان نمبر ۲۸۰۵/۵
جھیک کچہری روڈ ملتان

بھکر

جمعیۃ طلباء اسلام بھکر کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام "سیرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ" کے عنوان سے منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب حبیب احمد (ناظم عمومی) نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جناب بلال احمد نے صحابہ کی شان میں نظم پڑھی۔ سب سے پہلے جناب ملک محبوب احمد نے خلافت کا مفہوم بیان کیا۔ ان کے بعد جناب محفوظ الٰہی نے "دعائے محمدؐ ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ" کے عنوان سے دلنشین انداز میں خطاب کیا۔ تیسرے نمبر پہ جناب محمد شریف صاحب نے "وحی اور خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ" کے موضوع پہ تقریر کی۔ بعد ازاں دیگر احباب نے دور فاروقی رضی اللہ عنہ پر مفصل روشنی ڈالی۔ تمام مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر ہم آج بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلیں تو تمام مصائب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ جناب محمد یوسف شیخ نے جمعیۃ طلباء اسلام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ جناب قاضی جنید عالم صدیقی نے "شہادت عمر رضی اللہ عنہ" کے عنوان سے خطاب کیا۔ آخر میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ خلافت راشدہ کے سنہری دور کو نصاب سے نکالنے کی مذموم حرکت مسلمانوں کے لئے سوہان روح ہے اس اقدام سے فرقہ واریت کو پنپنے کا موقع ملے گا۔ لہٰذا اس کا تدارک کیا جائے۔

حافظ آباد

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب عبدالحمید عاصم (صدر شاخ ہذا) منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو مجلس شوریٰ کا ممبر منتخب کیا گیا۔

(۱) جناب عبدالحمید عاصم (۲) جناب رانا خضر حیات (۳) جناب رشید اختر (۴) جناب محمد منیر فرخ (۵) جناب حفیظ الرحمٰن راہی (۶) جناب محمد اشرف بھٹی (۷) جناب ناصر محمود سجاد (۸) جناب الطاف حسین شاہد (۹) جناب محمد اکرم (۱۰) جناب محمد اسحٰق (۱۱) جناب سید آصف علی شاہ (۱۲) جناب محمد افضل جنجوعہ (۱۳) جناب محمد اشرف صابر (۱۴) جناب صلاح الدین (۱۵) جناب مسعود احمد (۱۶) جناب لیاقت علی۔

ہر ماہ کے آخری اتوار کو دفتر میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا کرے گا۔ اس شاخ کے تمام یونٹوں کے ناظم عمومی ہر ماہ مجلس شوریٰ کو اپنی رپورٹ پیش کیا کریں گے۔ مجلس عاملہ کا اجلاس ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو ہوا کرے گا۔ بعدازاں مدرسہ اشرفیہ قرآنیہ ونیکے روڈ کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔ جو کہ درج ذیل ہے :۔

صدر — جناب محمد افضل جنجوعہ
نائب صدر — " ریاض احمد
ناظم عمومی — " محمد اشرف صابر
ناظم — " عمر حیات

حلف وفاداری جناب عبدالحمید عاصم (صدر حافظ آباد) نے لیا۔

آخری قسط

اسلام میں سزائے ارتداد

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی ساہیوال

اس طرف بھی غیبی اشارہ ہو کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق اور نائب مطلق ہیں فتح الباری میں ہے۔ "یوخذ من ہذہ القصۃ منقبۃ للصدیق رضی اللہ عنہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تولی نفخ السوارین بنفسہ حتی طارا فاما الاسود فقتل فی زمنہ واما مسیلمۃ فکان القائم علیہ حتی قتلہ ابوبکر الصدیق فقام مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک (ص۷۵ جلد ۱۷)

شبہ مذکور کا یہ جواب تو اس صورت میں ہے۔ جب کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسیلمہ کا قیام حکومت مسلمہ کی حدود تسلط میں تھا۔ اور عامہ کا علاقہ جس میں اس نے دعوت نبوت کیا تھا۔ وہ اس وقت اسلامی سلطنت کے ماتحت اور زیر ولایت حاکم مسلم تھا۔ اور اگر واقعہ یہ تھا۔ کہ وہ علاقہ اس وقت اسلامی سلطنت کے حدود سے خارج تھا تو پھر اس شبہ کے واقع ہونے کے لئے کوئی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی کیونکہ قتل کا حکم اسی شخص کے لئے دیا جا سکتا ہے جو حاکم مسلم اور حکومت مسلمہ کے زیر تسلط رہتا ہو۔ دوسرے ایسے سب واقعات کا ایک کل اور اصولی جواب یہ ہے۔ کہ حدیث من بدل دینہ میں قتل مرتد کا حکم رسول اللہؐ کے قول سے ثابت ہو رہا ہے اس قول حدیث کے جو واقعات بظاہر معارض معلوم ہوتے ہوں تو قول کے مقابلہ میں فعل میں تاویل کی جائے گی۔ اور قول کو ترجیح دی جائیگی۔ کیونکہ فعل میں بنسبت قول کے تاویل کی زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔

ایک خدشہ کا جواب

اب رہا مضمون نگار کا یہ خدشہ کہ اگر" بالفرض اسلامی مملکت میں کسی مرتد کو قتل کیا جائے تو پھر عیسائی سلطنتیں تبلیغ اسلام نہ صرف روک دیں گی بلکہ نو مسلموں کو ختم کر سکتی ہیں تو ہمارے علماء کو سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہئیں "

نوائے وقت ۲۳ ۲/ ۱۳

قرآن کریم کے اعلان کے مطابق اب دنیا میں صرف ایک اسلام ہی سچا دین اور حق مذہب ہے اس لئے اس کے قبول کرنے پر پابندی لگانا اگرچہ حق بجانب نہیں کہلائی جا سکتی۔ لیکن اگر ایسا کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ بیش برین نیست کہ نو مسلموں کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ مگر اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم مشنریوں کے کام کے بند ہو جانے سے مسلمانوں کا اسلام محفوظ ہو کر ارتداد کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ موجودہ دولت کی حفاظت کرنا غیر موجود دولت کی تحصیل سے تمام عقلاء کے نزدیک یقیناً" اہم اور مقدم ہے اسلام اپنے ماننے والوں کے ایمان کی حفاظت سے اسلئے دست کش نہیں ہو سکتا۔ اور غیر مسلموں کو ان کی متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کہ دوسری جگہ اسلام کی تبلیغ کے بند ہو جانے کا خطرہ اور اشاعت اسلام کے فائدہ سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا اس کا کوئی عقلی جواز نظر آتا ہے کہ ایک موہوم فائدہ کے لئے اپنے یقینی ضرر کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جایا جائے۔ اور نفع کی امید پر اپنے نقصان کی اجازت دے دی جائے؟ اگر بالفرض یہ خدشہ صحیح بھی ہو کہ اس پابندی سے غیر مسلم ممالک میں اشاعت اسلام میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ تو اس میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں ہے کہ اسلام کی حفاظت میں اس سے بڑی بھاری مدد ملتی ہے۔ تحریر بالا سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اسلام سے ارتداد پر سزائے قتل کے خلاف جو دلائل اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے۔ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہے۔ صحیح حدیثوں اور خلفائے راشدین کا تعامل اور اجماع امت سے یہ سزا ثابت ہے۔" اور یہ فیصلہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے سے فرمایا ہوا ہے۔ خدا اور رسول کے فیصلہ میں ترمیم و تنسیخ کا نہ تو کسی عالم کو اختیار ہے، نہ ہی کسی مسٹر بزعم خود تبلیغ اسلام کے مدعی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسلام کے اس حق حفاظت خود اختیاری کو استعمال کرنے سے اس کے صحیح اور سچے علمبرداروں کو باز رہنے کا مشورہ دے۔

اور یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ صحیح حدیثوں اور تمام امت کے فیصلہ کے برخلاف قتل مرتد کا انکار کرنے اور اُمت کے اجماعی اور متفقہ فیصلہ کے تبدیل کرنے کے لئے کسی عالم یا علماء کو سوچنے اور سمجھنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔ کیا اسلام کے قرون اولیٰ سے لے کر آج تک کا یہ فیصلہ نعوذ باللہ بے سوچے سمجھے ہی کر دیا گیا تھا؟

قرآن و حدیث میں جو احکام صاف صاف آ چکے ہیں اور جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب اس میں علماء کی سوجھ سمجھ کا کیا دخل ہو سکتا ہے جس کا بے سوچے سمجھے علما کو مشورہ دیا جا رہا ہے۔

۔ فالی اللہ المشتکی ۔